ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

تار کا پتہ "الفضل" قادیان

رجسٹرڈ ایل ۳۵

الفضل قادیان

ایڈیٹر:- غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند

نمبر ۱۳۷ | مورخہ ۱۹ مئی سنہ ۱۹۳۲ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۱۲ محرم سنہ ۱۳۵۱ھ | جلد ۱۹

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ۱۷-مئی صبح سات بجے کی ٹرین سے لاہور تشریف لے گئے۔ حضور نے حضرت مولوی شیر علی صاحب کو مقامی جماعت کا امیر مقرر فرمایا۔

جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوت و تبلیغ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی طرف سے علاقہ کشمیر میں اہم خدمات سرانجام دینے کے بعد ۱۶-مئی واپس تشریف لائے۔

۱۶-مئی بعد نماز عشاء مسجد اقصیٰ میں محمد حسن صاحب رہتاسی اور ٹھیکہ دار اللہ یار صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حالات زندگی مختصر طور پر سنائے۔

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا تازہ اجلاس

گلینسی رپورٹ پر غور کرنے کے لئے کمیٹی کا تقرر

مالی حالت کو مضبوط بنانے کی تجویز

ممبران

۹-مئی سنہ ۱۹۳۲ء کو آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا ایک اجلاس ۶ بجے شام لورنگس (لاہور) میں زیر صدارت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ منعقد ہوا۔ جس میں حسب ذیل ممبران شریک تھے:-

سید محسن شاہ صاحب ایڈووکیٹ۔ ملک برکت علی صاحب ایڈووکیٹ۔ سید حبیب شاہ صاحب ایڈیٹر سیاست۔ پروفیسر سید عبد القادر صاحب۔ پروفیسر علم الدین صاحب سالک۔ مولانا غلام رسول صاحب مہر۔ مولانا عبد المجید صاحب سالک۔ مولانا نور الحق صاحب۔ مولانا محمد یعقوب خاں صاحب ایڈیٹر لائٹ۔ مولانا میرک شاہ صاحب۔ شیخ نیاز علی صاحب ایڈووکیٹ۔ میاں فیروز الدین احمد صاحب۔ حاجی شمس الدین صاحب۔ مولانا عصمت اللہ صاحب۔ میاں فضل کریم صاحب پلیڈر۔ ڈاکٹر عبد الحق صاحب ایم-بی-بی-ایس۔ چودھری محمد شریف صاحب پلیڈر۔ مولانا عبد الرحیم صاحب درد سکرٹری۔ خاکسار شمس اسسٹنٹ سیکرٹری۔

کارروائی کا آغاز کرتے ہوئے صاحب صدر نے سیکرٹری کو ارشاد فرمایا۔ کہ حاضرین کو وہ تمام بحث تمحیص سنا دی جائے جو آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے وفد اور وائسرائے ہند اور وزیر اعظم کشمیر کے مابین ہوئی۔ اس کے بعد مولانا میرک شاہ صاحب سے کہا گیا۔ کہ کشمیر کی موجودہ صورت حالات کے متعلق کچھ بیان کریں۔

ازاں بعد صاحب صدر کی تجویز پر گلینسی رپورٹ پر غور وخوض کرنے کے لئے ایک سب کمیٹی مقرر کی گئی۔ جس کے ممبر ملک برکت علی صاحب۔ پروفیسر عبد القادر صاحب۔ حاجی شمس الدین صاحب۔ مولانا غلام رسول صاحب مہر۔ سید حبیب صاحب۔ مولانا یعقوب خاں صاحب مولانا میرک شاہ صاحب۔ پروفیسر علم الدین صاحب۔ ملک شیخ نیاز علی صاحب ایڈووکیٹ۔ سید محسن شاہ صاحب۔ اور مولانا عبد الرحیم صاحب سیکرٹری مقرر ہوئے۔ اس کے صدر پروفیسر سید عبد القادر صاحب تجویز کئے گئے۔ کورم پانچ کا مقرر کیا گیا جس میں پریذیڈنٹ اور سیکرٹری شامل ہیں۔

مڈلٹن رپورٹ پر تبصرہ

قرار پایا کہ چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب مولانا درد۔ سید حبیب۔ اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب غزنوی نے مڈلٹن رپورٹ پر جو تبصرہ کیا ہے۔ اس کا اردو میں ترجمہ کیا جائے۔ اور اس کی نقول غور کے لئے ممبران سب کمیٹی مذکور کے پاس بھیجی جائیں۔

قرار پایا کہ پریس کے متعلق ریاست نے جو آئین وضوابط مقرر کئے ہیں۔ وہ مذکورہ بالا سب کمیٹی کو غور کے لئے بھیجے جائیں۔

کشمیر کمیٹی کی آمد وخرچ

صاحب صدر نے مالی پہلو پر خاص زور دیا اور بتایا۔ کہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے اخراجات کے مقابلہ میں اس کی آمدنی بہت قلیل ہے۔ کمیٹی اس وقت تک ۳۳ ہزار روپیہ خرچ کر چکی ہے۔ اور جو ایڈووکیٹ محاذ کشمیر پر کام کر رہے ہیں۔ ان کی قربانیاں اس کے علاوہ ہیں۔ احمدیوں کے سوا دوسرے مسلمانوں کی طرف سے صرف سات ہزار روپیہ موصول ہوا ہے۔ اور آٹھ ہزار کے قریب کمیٹی نے قرض لیا ہے۔ باقی تمام رقم جماعت احمدیہ نے مہیا کی ہے۔ ماہوار خرچ ۳-۴ ہزار کے درمیان ہے۔ لیکن احمدیوں کے چندہ کے سوا ماہوار آمد چار سو روپیہ سے زیادہ نہیں۔ اور ہر ماہ قریباً بارہ سو روپیہ قرض لینا پڑتا ہے۔ صاحب صدر نے ممبران سے پُر زور اپیل کی۔ کہ وہ مالی پوزیشن کو مضبوط کریں۔ ورنہ وہ ایک ایسی کمیٹی رہ جائے گی جس کا کام سوائے ریزولیوشن پاس کرنے کے کچھ نہ ہوگا۔

قرار پایا۔ کہ اخبارات میں اپیلیں شائع کی جائیں۔ اور چندہ کی فراہمی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا جائے۔ خصوصاً کمیٹی کے لاہوری ممبر اس ضمن میں خاص کوشش کریں۔

کمیٹی اس نوٹس کے خلاف جو کشمیر کے ایک پُر امن شہری اور مذہبی لیڈر مولانا میرک شاہ کو دیا گیا ہے۔ پُر زور احتجاج کرتی ہے۔

خاکسار شمس کاشمیری اسسٹنٹ سکرٹری آل انڈیا کشمیر کمیٹی۔

مظلومین کشمیر کے متعلق مسلمانوں کا فرض

تازہ واقعات اور اطلاعات سے ریاست کشمیر کے متعلق جو کچھ معلوم ہو رہا ہے۔ وہ یہی ہے کہ نہ صرف ریاستی حکام کے سابقہ طریق عمل میں ابھی تک کسی قسم کا تغیر نہیں ہوا۔ بلکہ مسلمان پہلے کی طرح ہی سختیوں اور بے انصافیوں کا شکار ہو رہے ہیں۔ گرفتاریوں اور مقدمات کے مصائب میں مبتلا ہیں۔ جبر وتشدد کا نشانہ بنائے جا رہے ہیں۔

ان حالات میں ان کے لئے انصاف حاصل کرنا انہیں مقدمات میں امداد دینا ان کی بیواؤں اور یتیم بچوں کے لئے قوت لا یموت مہیا کرنا۔ اور ان سب باتوں کے ساتھ ساتھ اصلاحات کے اجراء کی کوشش کرنا محنت اور کوشش کے علاوہ جس قدر اخراجات چاہتا ہے۔ ان کا اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں ہے۔ اور یہ اخراجات مہیا کرنا مسلمانوں کا فرض ہے۔

پس ہر درد مند اور اسلامی اخوت کا احساس رکھنے والے مسلمان کا فرض ہے۔ کہ جس قدر بھی مالی امداد دے سکے۔ فوراً آل انڈیا کشمیر کمیٹی کو بھیجے۔ اور نہ صرف خود بھیجے۔ بلکہ دوسرے مسلمانوں سے بھی وصول کرنے کی کوشش کرے۔

اعلان فروخت انجن مشین

بتعمیل ارشاد مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ ضیاء الاسلام پریس کا انجن اور مشین مع اسباب طباعت (پتھر وغیرہ) فروخت کیا جائے گا۔ اس لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ جو صاحب خریدار ہوں وہ اپنا ٹینڈر ۲۶ مئی تک بھجوا دیں۔

۱۔ انجن مع ٹینکی ۵۔ ہارس پاور کا ہے۔ ہماری لاگت اس پر مع فٹنگ وغیرہ سات سو روپے آئی تھی۔

۲۔ مشین ۲۲×۲۹ – ۲۰×۳۰ – ۲۰×۲۶ سب سائز چھپ سکتے ہیں۔ پنچہ کاغذ رکھنے والا بھی ہے۔ انجن مشین دونوں بالکل مکمل سامان کے ساتھ ورکنگ آرڈر میں ہیں اور برابر کام کر رہے ہیں۔

۳۔ دستی پریس کاپی لگانے کا مع سامان مکمل۔

۴۔ پتھر ۲۰×۲۶ – اور ۱۸×۲۲ بھی موجود ہیں۔

میرے اندازے میں یہ سب سامان اڑھائی ہزار روپے کا ہے لیکن قیمت کا تصفیہ بالمشافہ اور خط وکتابت سے کیا جا سکتا ہے

مہتمم طبع واشاعت قادیان

چونڈہ ضلع سیالکوٹ میں شاندار جلسہ

یکم-۲-۳ جون ۱۹۳۲ء کو چونڈہ ضلع سیالکوٹ میں تبلیغی اغراض کے ماتحت ایک شاندار جلسہ ہوگا۔ نائب مہتمم صاحب تبلیغ ضلع اور انسپکٹر صاحب تبلیغ بتفصیل توجہ کریں۔ انصار اللہ کو خصوصیت سے کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ وہ اس اجتماع میں غیر احمدی اصحاب کو کثرت سے شامل کرنے کی کوشش کریں۔ انشاء اللہ اس جلسہ پر مندرجہ ذیل لیکچرار تشریف لے جائیں گے

۱۔ مولوی غلام رسول صاحب راجیکی
۲۔ ملک عبد الرحمٰن صاحب بی اے گجراتی
۳۔ مولوی محمد سلیم صاحب مولوی فاضل
۴۔ گیانی واحد حسین صاحب۔

ناظر دعوت وتبلیغ قادیان

ایک حافظ کی ضرورت

مدرسہ احمدیہ قادیان کی حافظ کلاس کے لئے ایک حافظ قرآن کی ضرورت ہے۔ جو مخلص احمدی متقی پرہیزگار۔ قرأت سے واقف ہوں۔ اور بینا ہوں۔

تنخواہ کا گریڈ ۲۰-۲-۳۰ روپیہ ہے۔ جو صاحب ملازمت کرنا چاہیں۔ اپنی اپنی درخواست بعد تصدیق احمدیت وچال چلن امیر جماعت یا پریذیڈنٹ مقامی جماعت ۲۵ مئی ۱۹۳۲ء تک بنام چوہدری فقیر علی صاحب کورٹ انسپکٹر رہتک بھیجدیں۔

ناظر تعلیم وتربیت۔

نارووال ضلع سیالکوٹ میں جلسہ

نارووال میں آریہ سماج کا ۲۰ لغایت ۲۲ مئی ۱۹۳۲ء جلسہ ہے اس موقعہ پر جماعت احمدیہ نارووال کا بھی جلسہ ہوگا۔ اور فضیلت اسلام پر لیکچر ہونگے۔ مرکز کی طرف سے مولوی عبد الغفور صاحب مولوی فاضل اور مولوی احمد خاں صاحب مولوی فاضل مبلغ علاقہ اس جلسہ میں شامل ہونگے۔ تحصیل نارووال کے انصار اللہ کو چاہیئے کہ وہ اس جلسہ کو کامیاب بنانے کی کوشش کریں۔ ناظر دعوت وتبلیغ قادیان۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
۳۵۴
نمبر ۱۳۷ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۹ مئی سنہ ۱۹۳۲ء | جلد ۱۹

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے وفد کی ملاقات

وزیر اعظم کشمیر سے

جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے۔ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے ایک وفد نے ۲۳۔ اپریل کو مسٹر کالون وزیر اعظم ریاست جموں وکشمیر سے ملاقات کی تھی۔ اس وفد کے رہنما سید محسن شاہ صاحب اور ممبران مولانا یعقوب خاں صاحب ایڈیٹر لائٹ لاہور۔ مسٹر مجید ملک صاحب ایڈیٹر سن رائز لاہور۔ مولانا میرک شاہ صاحب آف کشمیر۔ اور مولانا عبدالرحیم صاحب درد سکرٹری آل انڈیا کشمیر کمیٹی تھے۔

مندرجہ ذیل امور کے متعلق بے ضابطہ گفت وشنید ہوتی رہی جنہیں وزیر اعظم نے تحمل کے ساتھ سُنا۔ اور ان پر ہمدردانہ طور پر غور کا وعدہ کیا تھا۔ گو افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ ابھی تک نہ صرف ہمدردانہ غور کے کوئی آثار نظر نہیں آئے۔ بلکہ ایسے واقعات رونما ہو چکے ہیں۔ جن کی وجہ سے مسلمانوں کی بے چینی اور اضطراب میں پہلے سے بھی اضافہ ہو گیا ہے۔ جیسا کہ ٹھاکر کرتار سنگھ کا شیر پال کے عہدہ پر تقرر۔

بہرحال آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے وفد نے وزیر اعظم کشمیر کو جن اہم اور ضروری امور کی طرف توجہ دلائی۔ اور جن کو عمل میں لائے بغیر امن قائم ہونا محال ہے۔ وُہ درج ذیل ہیں:۔

گلینسی کمیشن کے متعلق

گلینسی کمیشن کے ذکر میں کہا گیا۔ کہ اس کمیشن میں دوسری اقوام کے نمائندے تو ان کی پبلک باڈیز کے مشورہ سے منتخب کیے گئے تھے۔ لیکن مسلمانوں کے نمائندوں کے متعلق ان کی ذمہ دار جماعتوں کو کسی نے پوچھا تک نہیں۔ اور پھر جو لوگ منتخب کیے گئے۔ اوّل تو آبادی کے تناسب کے لحاظ سے ان کی تعداد نہایت قلیل تھی۔ دوسرے کانسٹی ٹیوشنل مسائل پر بحث وتمحیص کی وُہ قطعاً اہمیت نہیں رکھتے تھے۔ مجوزہ اسمبلی میں مسلمان ممبروں کی تعداد کے متعلق پریس میں جو رپورٹیں شائع ہوئی ہیں۔ اگر وُہ صحیح ہیں۔ تو بہت ڈرانے والی ہیں۔ جنہیں مسلمان کسی صورت میں بھی قبول نہیں کریں گے۔ ہاؤس میں مسلمانوں کی تعداد ان کی آبادی کی نسبت سے ہونی چاہیئے۔ اور اکثریت کسی صورت میں بھی اقلیت میں تبدیل نہیں ہونی چاہیئے۔ بلکہ دونوں کی تعداد برابر بھی نہیں ہونی چاہیئے۔

سیاسی قیدیوں کے لئے عام معافی

سیاسی قیدیوں کی رہائی کی طرف وزیر اعظم کو توجہ دلاتے ہوئے کہا گیا۔ کہ پُر امن فضاء پیدا کرنے۔ اور اصلاحات کی کامیابی کو یقینی بنانے کے لئے نہایت ضروری ہے۔ کہ سیاسی قیدیوں کو عام معافی دے دی جائے۔ ہندوستان کے تازہ سیاسی واقعات میں ایسی کئی مثالیں ملتی ہیں۔ اور ہمیں پورا یقین ہے۔ کہ ریاست کی سیاسی فضاء کو درست کرنے کے لئے یہ تجویز حیرت انگیز اثر لائے گی۔

حکّام کے طرزِ عمل کی تحقیقات

اس موقعہ پر یہ بھی کہا گیا۔ کہ نظام حکومت پر لوگوں کا اعتماد بحال کرنے کے لئے یہ امر نہایت ضروری ہے۔ کہ ایک غیر جانبدار اور کاملاً آزاد کمیشن سوپور۔ بارہمولا۔ ہندواڑہ۔ میںڈر (پونچھ) راجوری۔ کوٹلی۔ اور جموں میں متعینہ سرکاری حکام کے طرزِ عمل کی تحقیقات کے لئے مقرر کیا جائے۔ جہاں بیان کیا جاتا ہے۔ کہ شورش کو دبانے کے لئے ریاستی حکام نے انسانیت سوز اور بہیمانہ ذرائع اختیار کئے۔ اور ایک نہایت ہی سخت منتقمانہ مہم ریاستی حکام نے مسلمانوں کے خلاف جاری کر رکھی ہے۔

مقدمات کی تفتیش اور سماعت

پبلک کے دل میں اعتماد قائم کرنے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ قابل اور غیر جانبدار حکام تحقیقات کے لئے اور سپیشل مجسٹریٹ مقدمات کی سماعت کے لئے بیرونِ ریاست سے بلائے جائیں۔ وگرنہ یہ امر بہت خطرناک ہوگا۔ کہ ان فسادات کی تحقیقات اور سماعت بھی انہی افسروں کے ہاتھ میں دے دی جائے۔ جو اس شورش کے نتیجہ میں پیدا ہوئے جس کی وجہ بہت حد تک پبلک جذبات کا ان افسروں کے خلاف بھڑکنا تھا۔

مسلم وزراء کا تقرّر

موجودہ صورت میں ہز ہائی نس کے کابینہ میں کم سے کم دو ایسے مسلم وزراء ہونے چاہئیں جنہیں مسلمانوں کا کامل اعتماد حاصل ہو۔ موجودہ مسلم وزیر کے تقرر پر مسلمان بہت ناخوش ہیں۔ اور نئے وزراء کے تقرر کے وقت خیال رکھا جائے۔ کہ وُہ ایسے ہوں۔ جو ہز ہائی نس کی مسلم رعایا میں اعتماد بحال کر سکیں۔

ٹھاکر کرتار سنگھ کی علیحدگی

کشمیر کے موجودہ گورنر ٹھاکر کرتار سنگھ کے متعلق سخت شکایت ہے، کہ اس نے اس صوبہ میں وحشت و بربریت کی انتہاء کر دی ہے۔ اور مسلمانوں پر وحشیانہ مظالم کی ایک باقاعدہ مہم شروع کر رکھی ہے۔ اور جب تک وہ اس جگہ سے جہاں اس نے اس قدر ظلم وستم کئے ہیں۔ ہٹایا نہ جائے۔ بحالی امن مشکل ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے۔ کہ موجودہ بے اطمینانی اور بے چینی کا زیادہ تر ذمہ وار وُہی ہے۔

وکلاء کو اجازت

ریاست نے ایڈووکیٹوں کو تو اجازت دے دی ہے۔ کہ موجودہ بدامنی سے پیدا شدہ مقدمات میں ملزموں کی طرف سے پیش ہو سکیں۔ لیکن پلیڈروں کو اجازت دینے سے انکار کر دیا ہے۔ یہ نہایت نامناسب امتیاز ہے۔ کیونکہ اس سے ان ملزمین کی مشکلات میں بے حد اضافہ ہو جائے گا۔ جو ایڈووکیٹ کو بوجہ فیس کی زیادتی کے نہیں بلا سکتے۔ اور صرف پلیڈر کو ہی پیش کرانے کی توفیق رکھتے ہیں۔

جیلوں میں سیاسی قیدیوں سے سلوک

ہمیں بتایا گیا ہے۔ کہ جیلوں میں سیاسی قیدیوں سے بہت بُرا سلوک روا رکھا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ معززین کو جن میں مسلمانوں کے محبوب رہنما بھی شامل ہیں۔ حکام جیل نہایت بے رحمی سے پیٹتے ہیں۔ سپیشل کلاس سیاسی قیدیوں کو بھی ایسی کوٹھڑیوں میں رکھا جاتا ہے، جو تنہائی کی کوٹھڑیوں سے کسی طرح کم نہیں۔ ان تک کوئی اخبار نہیں پہنچنے دیا جاتا۔ غذا نہایت خراب دی جاتی ہے۔ اور ان کے لئے حفظانِ صحت کا کوئی انتظام نہیں۔ جیسا کہ عام طور پر معلوم ہے جیل کے اندر بد سلوکی جلد فراموش نہیں کی جا سکتی۔ اور اس کی تلخ یاد راعی ورعایا کے تعلقات میں ایک مستقل ناخوشگواری کا موجب ثابت ہوگی۔ اس کے علاوہ جیل کے عام قوانین میں بھی بہت حد تک اصلاح کی گنجائش ہے۔ اس لئے پبلک کے بعض معززین بطور وزیٹر مقرر کئے جائیں۔ جو وقتاً فوقتاً ضروری اصلاحات پیش کرتے رہیں۔

آرڈیننسوں کی واپسی

عام طور پر محسوس کیا جاتا ہے۔ کہ اب آرڈیننسوں کی کوئی ضرورت

نہیں۔ اور اگر انہیں واپس لے لیا جائے۔ تو بہتر صورت حالات پیدا کرنے میں بہت مدد ملے گی ؛

بعض مقدمات کا چالان

بہت سے ایسے کیس ہیں (جن کی فہرست شامل ہوا ہے) کہ جن کی پولیس باقاعدہ تحقیقات تو کر چکی ہے۔ لیکن معلوم نہیں۔ کہ ابھی تک کیوں ان کا چالان نہیں کیا گیا۔ انصاف کا تقاضا ہے کہ ان کو عدالت میں بھیجا جائے ؛

تخفیف

گلینسی کمیشن کی رپورٹ سے یہ بات واضح ہو چکی ہے۔ کہ ریاست کی ملازمتوں میں مسلمانوں کی بہت کمی ہے۔ اور ان کی آبادی کے تناسب سے ایک خاص حصہ ان کے لئے مقرر ہونا چاہیئے۔ جیسا کہ حال ہی میں پنجاب میں کیا گیا ہے۔ اس لئے واضح طور پر احکام جاری کر دیئے جائیں۔ کہ مسلمان تخفیف سے مستثنےٰ رکھے جائیں۔ اور انہیں فہرست "منتظرین" میں بھی نہ رکھا جائے۔ بلکہ جو اس فہرست میں ہیں۔ انہیں فوراً جگہ دی جائے۔ یہی وہ ذرائع ہیں۔ جن سے ملازمتوں میں مسلمانوں کی افسوسناک کمی کا ازالہ ہو سکتا ہے ؛

گلینسی کمیشن نے یہ بھی لکھا ہے۔ کہ مختلف ملازمتوں میں کثرت گڑبڑ اور رشوت ستانی کا دور دورہ ہے۔ اس لئے یہ ضروری ہے۔ کہ جن افسروں پر ایسا اشتباہ ہو۔ انہیں فوراً علیحدہ کر دیا جائے۔ اور ان کی جگہ موزوں مسلمان امیدوار رکھے جائیں ؛

اس بات کی سنجیدگی سے امید کی جاتی ہے۔ کہ یورپین افسروں کی تقرری سے ریاست کے نظام حکومت میں جو تبدیلی ہوئی ہے۔ اس سے عام طور پر محسوس کیا جائے گا۔ کہ حالات صاف طور پر روبہ اصلاح ہیں تا کہ مسلمان محسوس کر سکیں۔ کہ ان کی عظیم الشان قربانیاں رائیگاں نہیں گئیں۔ اور یہ کہ اس تبدیلی سے ان کی حالت بہتر ہو گئی ہے۔ اور اب ان کے حقوق کو نظر انداز کرنا ایک قصہ ماضی ہو چکا ہے ؛

انقلاب پسندوں کی شرارتیں

وہ لوگ جو حکومت کو آرڈیننسوں کے منسوخ کر دینے اور معمولی قوانین سے کام لینے کا نہ صرف مشورہ دیتے ہیں۔ بلکہ مطالبہ کرتے ہیں۔ انہیں یہ بھی دیکھنا چاہیئے۔ کہ آیا جن حالات اور واقعات کی بنا پر آرڈیننس نافذ کئے گئے تھے۔ ان میں کہاں تک اصلاح ہوئی ہے۔ سرکاری حکام کے قتل کی وارداتیں ابھی تک جاری ہیں۔ سیاسی لوٹ مار کے واقعات میں کوئی کمی نہیں ہوئی۔ ان کے علاوہ بعض نئی قسم کی شرارتیں ایجاد کر لی گئی ہیں۔ مثلاً لیٹر بکسوں کے خطوط کو ضائع کر دینا۔ لیٹر بکس اٹھا کر لے جانا۔ ڈاک خانوں پر ڈکیتی کرنا اور تار کاٹ دینا۔ حال ہی میں لدھانہ کے قریب ٹیلیفون اور ٹیلیگراف کی تمام تاریں کاٹ دی گئیں۔ دہلی کے قریب بھی اسی قسم کا واقعہ ہوا ہے ؛

اس قسم کے حادثات کی موجودگی میں کون خیال کر سکتا ہے کہ حکومت اپنے انتظامات میں کمی کرنے کے لئے تیار ہو گی۔ کوئی حکومت اس قسم کی حرکات کو قطعاً برداشت نہیں کر سکتی۔ اور نہ ہی رعایا کی جان و مال۔ آرام و آسائش کے متعلق اس پر جو فرض عائد ہوتا ہے اس کے رُو سے برداشت کرنا چاہیئے ؛

اچھوتوں سے ہندوؤں کا شرمناک سلوک

گاندھی جی کے شہر احمد آباد سے یہ تازہ خبر شائع ہوئی ہے۔ کہ ریاست بڑودہ کے ایک گاؤں میں ہندوؤں نے محض اس لئے اچھوت اقوام کے لوگوں پر حملہ کر دیا۔ کہ ان کے بچوں کی تعلیم کے لئے جو علیحدہ سکول جاری تھا۔ وہ بند کر دیا گیا تھا جس سے ہندوؤں نے سمجھا کہ اب اچھوتوں کے لڑکے ان کے لڑکوں کے ساتھ ہی سکول میں پڑھیں گے ؛

اس وجہ سے ہندوؤں نے لاٹھیوں سے مسلح ہو کر اچھوتوں کے محلہ میں جا کر دھاوا بول دیا۔ اور خشک گھاس کے انباروں کو جنہیں اچھوتوں نے جمع کر رکھا تھا آگ لگا دی۔ اچھوت بیچارے اپنا سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر گاؤں سے نکل گئے۔ اور بڑودہ پہونچ کر پولیس کمشنر اور وزیر تعلیم کے سامنے اپنی شکایات پیش کیں ؛

یہ اپنی قسم کا کوئی نیا واقعہ نہیں۔ آئے دن اچھوتوں کے ساتھ اسی قسم کے شرمناک سلوک کے واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ باوجود اس کے جب ہندوؤں کی طرف سے یہ کہا جاتا ہے۔ کہ اچھوتوں کو وہ اپنا بھائی سمجھتے ہیں۔ اور ان کے سیاسی اور ملکی حقوق اسی طرح محفوظ رہ سکتے ہیں۔ کہ وہ ہندوؤں کی غلامی میں ہی پڑے رہیں۔ تو بے حد حیرت ہوتی ہے ؛

حقیقت یہ ہے۔ کہ ہندوؤں کے لئے اچھوت اقوام کے لوگوں کو انسان سمجھنا ناممکن ہے۔ اور جو لوگ اچھوتوں کی ہمدردی اور خیر خواہی کے دعوے کرتے ہیں۔ وہ محض اپنا مطلب حاصل کرنا چاہتے ہیں ؛

ہندو اداروں کے لئے حضور نظام کے عطیات

اعلیٰحضرت حضور نظام کی حکومت کے خلاف ہندو اخبارات اور ہندو لیڈروں کا رویہ نہایت ہی افسوسناک ہے۔ اور یہ لوگ آئے دن اس قسم کی شرارتیں کرتے رہتے ہیں۔ جن کی غرض ہندوستان کی سب سے بڑی وطنی حکومت کو بدنام کرنا مقصود ہوتا ہے پچھلے ہی دنوں جب اعلیٰحضرت دہلی تشریف لائے۔ تو یہیں کے ہندو ممبروں نے ان کے اعزاز میں دعوت دینے۔ اور اس میں شریک ہونے سے انکار کر دیا۔ لیکن حضور نظام جس طرح اپنی وسیع مملکت میں ہر مذہب و ملت کے لوگوں پر خسروانہ نوازشات کی بارش برساتے رہتے ہیں۔ اسی طرح انگریزی علاقہ میں بھی ان کا جود و کرم کو مستفیض کرتا ہے۔ اس کی تازہ مثال وہ عطیات ہیں۔ جو دہلی سے لکھنؤ تشریف لے جانے پر اعلیٰحضرت نے لکھنؤ کے مختلف ہندو و مسلم و عیسائی اداروں کو دیئے۔ اور جن کی تفصیل حال میں شائع ہوئی ہے۔ تفصیل سے ظاہر ہے۔ کہ ۱۵۰۰ دیانند کالج کو۔ ۵۰۰ سری رام یتیم خانہ کو۔ ۲۵۰ ویدک کنیا پاٹ شالہ کو۔ ۲۵۰ آریہ ہندو سبھا کو ۵۰۰ بلرام پور ہسپتال کو۔ ۱۰۰۰ موتی چند رستوگی ہسپتال کو۔ ۷۵۰ ازابیلا تھوبرن کالج کو۔ ۲۵۰ سیوا سمتی بوائز اسکاؤٹ ایسوسی ایشن کو دیئے گئے ؛

یہ ہر مذہب و ملت کے انسانوں کو حضور نظام کے ایک نظر سے دیکھنے کی نہایت شاندار مثال ہے ؛

پنجاب یونیورسٹی کے لئے تحقیقاتی کمیشن

پنجاب یونیورسٹی پر ہندوؤں نے قبضہ پا کر اس کی حالت اس درجہ افسوسناک بنا دی ہے۔ کہ آخر حکومت پنجاب کو اس کے لئے تحقیقاتی کمیشن مقرر کرنا پڑا۔ تا کہ وہ یونیورسٹی کے نقائص کی تحقیقات کر کے ایسی تجاویز پیش کرے۔ جو ان نقائص کو دور کر کے اس کی اصلاح کرنے میں کامیاب ثابت ہوں ؛

یہ کمیشن مندرجہ ذیل اصحاب پر مشتمل ہو گا :-

(۱) سر جارج اینڈرسن سابق ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم پنجاب (صدر) (۲) پروفیسر شیبا دھرمی۔ (۳) ڈاکٹر ولی محمد آف لکھنؤ یونیورسٹی۔ (۴) سردار بوٹا سنگھ۔ (۵) خان بہادر عبدالرحمٰن ؛

تحقیقاتی کمیشن حسب ذیل امور کے متعلق تحقیقات کرے گا :-

(۱) یونیورسٹی تعلیم کا موجودہ طریقہ کس حد تک صوبہ کی حقیقی ضروریات کو پورا کرتا ہے (۲) یونیورسٹی براہ راست کس قدر تعلیم دیتی ہے۔ اور کالجوں کے ذریعہ جو تعلیم دی جاتی ہے۔ اس پر یونیورسٹی کو کس قدر تسلط حاصل ہے (۳)۔ یونیورسٹی کی متعدد اتھارٹیوں کی تقسیم اختیارات۔ (۴) یونیورسٹی کا نظم و نسق (۵) یونیورسٹی کی آمد و خرچ۔ (۶) یونیورسٹی کلاسوں اور ملحقہ کالجوں میں داخلہ کے لئے امیدواروں سے اوصاف کا مطالبہ (۷) قانون تعلیم پر یونیورسٹی کو کس قدر تسلط حاصل ہے (۸) یونیورسٹی اور اس کی معاون انجمنوں کے گورنمنٹ سے تعلقات ؛

امید ہے۔ کہ اس تحقیقات کے نتیجہ میں بہت سے رازہائے سربستہ کا انکشاف ہو گا اور حکومت پنجاب کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ اس وقت تک پنجاب یونیورسٹی ایک ہندو یونیورسٹی بنی ہوئی ہے۔ اور صوبہ کی اکثریت کے تعلیمی مفاد کو سخت نقصان پہنچ رہا ہے ؛

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

جماعت احمدیہ کی شاندار مالی قربانی

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۳ مئی ۱۹۳۲ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

آج میں ایک اور امر بیان کرنا چاہتا تھا۔ لیکن گھڑی نہ دیکھنے کی وجہ سے قریباً ڈیڑھ بجے کے بعد کام چھوڑ کر کھانا کھایا اور جمعہ کی تیاری کرتے کرتے اب دو سے بھی اوپر ہو چکے ہیں اس لئے نہایت اختصار کے ساتھ ایک امر بیان کر دیتا ہوں گذشتہ مالی سال ختم ہونے پر قریباً

۴۸۰۰۰ قرض

تھا۔ جو ترقی کرتے کرتے اکتوبر میں جب میں نے چندہ خاص کی تحریک کی۔ بہتر ہزار کے قریب جا پہنچا۔ اس کے علاوہ

کچھ اور قرضے

بھی تھے۔ علاوہ بلوں کے۔ اور پھر جلسہ سالانہ کے اخراجات بھی تھے۔ جو چندہ خاص سے ہی پورے کرنے تھے۔ سو میں نے جماعت کو تحریک کی۔ کہ ایسی کوشش کیجائے۔ کہ

پچھلا قرضہ بے باق

ہو جائے۔ اور باوجود اس کے کہ ہماری جماعت کا زمیندار طبقہ مالی حالات کے خراب ہو جانے کی وجہ سے اس میں بہت کم حصہ لے سکتا تھا۔ اور باوجود اس کے کہ ملازموں کی تنخواہوں میں عام طور پر دس فیصدی کی تخفیف کر دی گئی تھی۔ اور بعض کی تنخواہوں میں تو اس سے بھی زیادہ کمی ہو گئی تھی۔ اگرچہ بعض کی اس شرح سے کم تھی۔ لیکن بعض کی ۲۵ فی صدی تک تھی۔ اور وہ لوگ اس خطرہ کو محسوس کر رہے تھے۔ کہ سردی کے ایام میں جب اخراجات کی زیادتی ہوتی ہے۔ ان کی آمد کم ہو گی۔ لیکن باوجود ان حالات کے جیسا کہ

اللہ تعالیٰ کا دستور

ہے۔ کہ ہماری جماعت جب بھی کوئی قربانی کرتی ہے۔ تو وہ

اپنے فضل سے اس میں برکت

ڈال دیتا ہے۔ اس موقعہ پر بھی اس نے اپنے فضل سے توفیق دی۔ اور وہ دوستوں نے

ڈیڑھ لاکھ چندہ خاص

جمع کر دیا۔ اس میں ماہوار چندے بھی شامل تھے۔ جو قریباً ۵۴۰۰۰ بنتے ہیں۔ اور سالانہ جلسہ کا سولہ سترہ ہزار خرچ بھی اسی میں تھا۔ یہ اکہتر ہزار ہوا۔ اور قریباً بہتر ہزار یا اس سے کچھ تھوڑا قرض تھا۔ گویا جماعت نے

۳ ماہ میں ایک لاکھ ۴۴۔ ۴۵ ہزار

کی رقم بلوں وغیرہ کے لئے جمع کر دی تھی۔ اور چونکہ بجٹ بھی گھاٹے میں چلا آتا تھا۔ اور شروع میں ہی بہتر ہزار کے قریب قرض تھا۔ اسی طرح امید کی جاتی تھی۔ کہ باقی مہینوں میں بھی اخراجات کی زیادتی ہو گی۔ اور اس کے لئے علیحدہ رقم پس انداز کرنی ہو گی۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ شروع سال میں باوجودیکہ جماعت نے پوری رقم ادا کر دی پھر بھی قرض کی رقم ۱۵۔ ۱۶ ہزار باقی تھی۔ لیکن امید تھی۔ کہ سال کے آخری ایام میں جیسا کہ عام طور پر بجٹ کو پورا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ یہ قرض اتر جائیگا۔ آج میں اللہ تعالیٰ کے فضل کے اظہار اور

تحدیث نعمت

کے طور پر یہ اعلان کرنے کے قابل ہوا ہوں۔ کہ جب کہ پچھلے مالی سال کے شروع میں ۴۸۰۰۰ کے بلوں کے علاوہ اور بھی قرض تھا۔ یہ سال جب ختم ہوا۔ تو بجائے قرضہ کے قریباً

ڈیڑھ ہزار روپیہ انجمن کے خزانہ میں

جمع تھا۔ گویا جماعت نے جو پہلے دو لاکھ کی رقم جمع کی تھی۔ اور ایسی حالت میں جمع کی تھی۔ کہ بیشتر حصہ مالی لحاظ سے مفلوج ہو رہا تھا۔ جبکہ بڑی بڑی حکومتیں قرضے لینے پر مجبور ہو رہی تھیں اللہ تعالیٰ نے ہماری جماعت کو توفیق دی۔ کہ اس نے گزشتہ قرضوں کو ادا کر کے مالی سال کے شروع میں گو ایک قلیل رقم ہی سہی۔ مگر کچھ نہ کچھ پس انداز ضرور کر لیا۔ انسانی کوششوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمارے جیسی جماعت کے لئے یہ امر مشکل تھا۔ اور لوگ خیال کرتے تھے۔ کہ یہ رقم جمع نہیں ہو سکتی۔ اور بعض تو گھبرا کر

بعض کام بند کر دینے کا مشورہ

دے رہے تھے۔ لیکن جماعت کی عام رائے کا احترام کرتے ہوئے میں اسے پسند نہ کرتا تھا۔ اور ہمیشہ سے میں یہ یقین رکھتا ہوں۔ کہ جب کوئی جماعت ایک بار پیچھے ہٹتی ہے۔ تو پھر اس کا قدم پیچھے ہی ہٹتا چلا جاتا ہے۔ اور جو جماعتیں ترقی کرنا چاہتی۔ اور توکل پر کام کرتی ہیں۔ ان کا فرض ہے۔ کہ

قدم آگے ہی بڑھائیں

اور جب کبھی ایسی تخفیف کا سوال پیدا ہوا کہ بعض کاموں کو بند کر دیا جائے۔ میرے دل میں ہمیشہ یہ دھڑکن پیدا ہوتی ہے کہ اس کا نتیجہ کہیں خطرناک نہ ہو۔

غرضیکہ عام احساس تھا۔ کہ یہ رقم پوری ہونی مشکل ہے۔ اور واقعی جب زمینداروں کی حالت اچھی تھی۔ تو دو بار چندہ خاص کی تحریک کی گئی۔ لیکن

ایک لاکھ پندرہ ہزار

سے زیادہ رقم نہ جمع ہو سکی۔ مگر اس دفعہ جب پہلے کے مقابلہ میں ان کی حالت دسواں حصہ بھی نہ تھی۔ اور ہماری جماعت میں

اسی فیصدی زمیندار

اور ۱۸۔ ۲۰ فیصدی ملازمت یا تجارت پیشہ یا دوسرے ذرائع آمدنی رکھنے والے ہیں۔ اور گویا اسی ۱۷۔ ۱۸ فیصدی سے اتنی آمدنی ہوتی تھی۔ جتنی کہ ساری جماعت مل کر بھی پوری نہ کیا کرتی تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے نہ صرف یہ کہ اسے پورا کرنے بلکہ اس سے

زیادہ جمع کرنے

کی توفیق دی۔ اور نہ صرف یہ کہ پچھلا قرضہ اتر گیا۔ بلکہ ہم اس سال کو کچھ نہ کچھ سرمایہ سے شروع کر رہے ہیں۔ ایک دنیادار کی نظر میں تیرہ چودہ سو ایک حقیر رقم ہے۔ مگر مومن جانتا ہے۔ کہ

اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں

یہ بڑی چیز ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو یہاں تک فرمایا ہے۔ کہ اگر کوئی شخص ثواب کی نیت سے اپنی بیوی کے مونہہ میں ایک لقمہ بھی ڈالتا ہے۔ تو اس کے لئے

ثواب اور نجات کا موجب

ہو جاتا ہے۔ ایک بزرگ کے متعلق لکھا ہے۔ کہ انہوں نے ایک یہودی کو دیکھا۔ کہ جانوروں کے آگے دانے ڈال رہا تھا۔ انہوں

نے خیال کیا۔ کہ جب اس کے اندر ایمان نہیں۔ تو اس نیکی کا اسے کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ انہوں نے اس سے سوال کیا۔ لیکن وہ یہودی جواب میں خاموش رہا۔ کچھ عرصہ بعد وہ حج کے لئے گئے تو دیکھا۔ کہ وہی یہودی

احرام باندھے حج کر رہا ہے

انہوں نے حیران ہو کر اس سے دریافت کیا۔ کہ تو کہاں؟ اس نے جواب دیا۔ کہ وہی دانے جن کو آپ حقیر سمجھتے تھے۔ مجھے یہاں لے آئے ہیں۔ تو

اللہ تعالیٰ کے حضور

پیسوں کی قیمت نہیں۔ بلکہ اخلاص کی قدر ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ نہیں دیکھتا۔ کہ کتنی رقم جمع کی گئی ہے۔ بلکہ یہ دیکھتا ہے۔ کہ کس اخلاص سے جمع کی گئی ہے۔ پس اگر قرضہ ادا کرنے کے بعد ۱۳ پیسے یا تیرہ پائی یا تیرہ کوڑیاں بھی بچتیں۔ تب بھی اس کے یہ معنی ہوتے۔ کہ جماعت نے اس اخلاص سے کام کیا ہے۔ کہ

کچھ نہ کچھ پس انداز

کر لیا۔ اور دنیا کی نظر میں یہ زیادتی خواہ کوئی حقیقت نہ رکھتی ہو۔ لیکن اللہ تعالیٰ اس کو

مزید زیادتی کا موجب

بنا دیگا۔ اور مجھے یقین ہے۔ کہ وہ خدا جس نے ایسے وقت میں جبکہ بڑی بڑی حکومتیں دیوالیہ ہو رہی ہیں۔ ہماری جماعت کو توفیق دی ہے۔ کہ اپنے قرضے ادا کرے۔ وہ اس اخلاص کو ضائع نہیں کریگا۔ وہ ان کی ہمتوں میں برکت دیگا۔ حوصلوں کو بلند کرے گا۔ اور جن لوگوں نے

تنگی کے ایام میں

اپنے اوپر بوجھ ڈال کر وہ قرضے اتارے ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کے دین کی خاطر اٹھائے گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ضرور اس کا اجر دیگا۔ بعض بدلے جلدی مل جاتے ہیں۔ اور بعض دیر سے ملتے ہیں۔ پھر بعض اسی دنیا میں ملتے ہیں۔ اور بعض اگلی دنیا میں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کسی کا قرضہ اپنے اوپر ہرگز نہیں رکھتا۔ یقیناً وہ اس کا بدلہ دیتا ہے۔ خواہ یہاں دے۔ خواہ اگلے جہان میں۔ خواہ اس شخص کو ملے۔ خواہ اس کی اولاد کو۔ کیونکہ اگر خدا بدلہ نہ دے۔ تو وہ ممنون احسان سمجھا جائیگا۔ مگر وہ کسی کا احسان اپنے اوپر نہیں رکھتا۔ وہ شکور ہے۔ جب کوئی شخص نیک کام کرتا ہے۔ تو وہ اس کا

اعلیٰ سے اعلیٰ بدلہ

دیتا ہے۔

پس میں جہاں اس امر کا اعلان کرتا ہوں۔ کہ جماعت نے میرے

اعلان کے مطابق

اور اپنے فرض کا احساس کرتے ہوئے نہ صرف پچھلا قرض ادا کر دیا ہے۔ بلکہ کچھ جمع بھی کر لیا ہے۔ وہاں

اللہ تعالیٰ سے دعا

کرتا ہوں۔ کہ وہ ہماری ناچیز کوششوں کو جو اس کے فضل کے نتیجہ میں ہیں قبول فرماتے ہوئے ہمارے ایمانوں کو

زوال اور تنزل

سے محفوظ رکھے۔ اور ایسے مقام پر کھڑا کر دے۔ کہ کفر اور الحاد اسے کوئی ضرر نہ پہنچا سکے۔ اور ہمارے نیچے اوپر دائیں۔ بائیں۔ آگے پیچھے اسی کا فضل ہو۔ اور شیطان کسی طرف سے بھی اس پر حملہ نہ کر سکے۔ وہ ہمیں

دنیوی ٹھوکروں

سے بچائے۔ ہمارا ہر قدم تقویٰ میں آگے بڑھنے والا ہو۔ اور کوئی چیز اس میں کمزوری نہ پیدا کر سکے۔ آمین

اخروی ثواب و عذاب کے متعلق ایک سوال کا جواب

جسم اور روح کا تعلق

عالم معاد کے ثواب و عذاب کے متعلق ایک صاحب نے دریافت کیا ہے۔ کہ قیامت کے دن جزا یا سزا روح کو ملیگی یا جسم کو۔ اگر روح کو ملیگی۔ تو اس کے متعلق مذکور ہے۔ کہ روح خدا تعالیٰ کا امر ہے۔ یعنی ایک شخص دنیا میں گناہ کرتا ہے۔ تو اس کی ترکیب یا ترغیب دینے والی چیز نفس ہے یا روح یا جسم۔ اگر روح ہے۔ تو پھر جو گناہ ہوا۔ وہ خدا تعالیٰ کی مرضی سے ہوا۔ اس کا عذاب کیسا۔ اور اگر عذاب جسم کو ہو گا۔ تو یہ موجودہ جسم تو خاک ہو چکا ہو گا۔ قیامت کے دن خدا تعالیٰ اور ہی جسم بنائیگا۔ اور وہ ایسا جسم ہو گا جس نے گناہ نہ کئے ہونگے۔ اس کو عذاب نہیں ہونا چاہیئے۔"

یہ سوال اگرچہ تفصیلی جواب کا مقتضی ہے۔ مگر اختصار کے ساتھ اس کے متعلق کہ "قیامت کے دن جزا سزا روح کو ملیگی یا جسم کو" یہ بتا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ جزا سزا نہ صرف روح کو ملیگی۔ اور نہ صرف جسم کو۔ بلکہ روح اور جسم دونوں اس میں شریک ہوں گے جیسا کہ اسلامی تعلیم کی روشنی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلامی اصول کی فلاسفی وغیرہ کتب میں وضاحت کے ساتھ یہ امر بیان فرما دیا ہے

روح بغیر جسم کے بیکار ہے

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "یہ تو ظاہر ہے کہ ہماری روح کی عمدہ صحت جسم پر موقوف ہے۔ دماغ کے ایک خاص حصہ پر چوٹ لگنے سے حافظہ جاتا رہتا ہے۔ اور دوسرے حصہ پر آفت پہنچنے کے قوت متفکرہ رخصت ہوتی ہے۔ اور تمام ہوش و حواس رخصت ہو جاتے ہیں۔ اور دماغ میں اگر کسی قسم کا تشنج ہو جائے یا ورم پیدا ہو۔ یا خون یا کوئی اور مادہ ٹھہر جائے۔ اور کسی سدہ تام یا غیر تام کو پیدا کرے تو غشی یا مرگی یا سکتہ کا لاحق حال ہو جاتا ہے۔ پس ہمارا قدیم کا تجربہ ہمیں یقینی طور پر سکھلاتا ہے۔ کہ ہماری روح بغیر تعلق جسم کے بالکل نکمی ہے۔ سو یہ بات بالکل باطل ہے۔ کہ ہم ایسا خیال کریں۔ کہ کسی وقت میں ہماری مجرد روح جس کے ساتھ جسم نہیں ہے کسی خوشحالی کو پا سکتی ہے۔ اگر ہم قصہ کے طور پر اس کو قبول کریں۔ تو کریں۔ لیکن معقولی طور پر اس کے ساتھ کوئی دلیل نہیں۔ ہم بالکل سمجھ نہیں سکتے۔ کہ وہ ہماری روح جو جسم کے ادنیٰ ادنیٰ خلل کے وقت بیکار ہو کر بیٹھ جاتی ہے۔ وہ اس روز کیونکر کامل حالت پر رہیگی۔ جبکہ بالکل جسم کے تعلقات سے محروم کی جائیگی۔ کیا ہر روز ہمیں تجربہ نہیں سکھاتا۔ کہ روح کی صحت کے لئے جسم کی صحت ضروری ہے۔ جب ایک شخص ہم میں سے پیر فرتوت ہو جاتا ہے۔ تو ساتھ ہی اس کی روح بھی بوڑھی ہو جاتی ہے۔ اس کا تمام علمی سرمایہ بڑھاپے کا چور چرا کر لے جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے۔ لکیلا یعلم بعد علم شیئا۔ یعنی انسان بڈھا ہو کر ایسی حالت تک پہنچ جاتا ہے۔ کہ پڑھ پڑھا کر پھر جاہل بن جاتا ہے۔ پس ہمارا یہ تمام مشاہدہ اسبات پر کافی دلیل ہے۔ کہ روح بغیر جسم کے کچھ چیز نہیں۔ پھر یہ خیال بھی انسان کو حقیقی سچائی کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ کہ اگر روح بغیر جسم کے کچھ چیز ہوتی۔ تو خدا تعالیٰ کا یہ کام لغو ٹھہرتا۔ کہ اس کو خواہ نخواہ جسم فانی سے پیوند کر دیتا۔ اور پھر یہ بھی سوچنے کے لائق ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے انسان کو غیر متناہی ترقیات کے لئے پیدا کیا ہے۔ پس جس حالت میں انسان اس مختصر زندگی کی ترقیات کو بغیر رفاقت جسم کے حاصل نہیں کر سکا۔ تو کیونکر امید رکھیں۔ کہ ان نامتناہی ترقیات کو جو ناپیدا کنار ہیں بغیر رفاقت جسم کے خود بخود حاصل کر لیگا۔ سو ان تمام دلائل سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ روح کے افعال کاملہ صادر ہونے کے لئے اسلامی اصول کے رو سے جسم کی رفاقت روح کے ساتھ دائمی ہے۔ گو موت کے بعد یہ فانی جسم روح سے الگ ہو جاتا ہے۔ مگر عالم برزخ میں مستعار طور پر ہر ایک کو کسی قدر اپنے اعمال کا مزہ چکھنے کے لئے جسم ملتا ہے" (اسلامی اصول کی فلاسفی ص ۸۷-۸۸)

پس عالم آخرت میں اگو یہ فانی جسم روح کے ساتھ نہ ہوگا۔ مگر بہر حال ایک جسم ضرور ہو گا۔ اور جزا و سزا دونوں کو ملے گی۔

قل الروح من امر ربی کا مطلب

پھر یہ کہنا بھی صحیح نہیں۔ کہ اگر روح کو سزا ملنی ہو۔ تو روح تو خدا تعالیٰ کا امر ہے جس کا مطلب یہ سمجھا گیا ہے۔ کہ جو گناہ ہوا۔ وہ خدا تعالیٰ کی مرضی سے ہوا۔ حالانکہ قل الروح من امر ربی کا مطلب ہے۔ کہ روح اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے۔ اور مخلوق ہونے سے یہ کیونکر ثابت ہو سکتا ہے۔ کہ روح جو گناہ کرے۔ وہ خدا تعالیٰ کی مرضی سے ہوتا ہے۔ اللہ فرماتا ہے۔ ونفس وما سواھا فالھمھا فجورھا وتقواھا قد افلح من زکھا وقد خاب من دسھا۔ خدا نے ہر ایک کے سامنے نیکی

مذاہب عالم

باشندگان ابی سینیا کے حالات

حبشہ اور اسلام

ملک ابی سینیا (حبش) کا جو افریقہ کے مشرق کی طرف واقع ہے۔ تاریخ اسلام کے ساتھ ابتدائی تعلق ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں کفار مکہ کی سختیوں اور تشدد کی تاب نہ لاکر مسلمانوں نے پہلے پہل اسی ملک کی طرف ہجرت کی تھی۔ اور قریش نے ان کی واپسی کے لئے اس وقت کے بادشاہ حبشہ کے پاس ایک وفد بھی بھیجا تھا۔ لیکن فریقین کے بیانات سننے کے بعد اس نے مسلمانوں کو قریش کے حوالہ کرنے سے انکار کر دیا۔ اور وہ خود بھی مسلمان ہو گیا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بذریعہ وحی الٰہی اس کی وفات کی خبر دی گئی۔ اور حضور نے اس کا جنازہ غائب پڑھا۔

اہل حبشہ کا مذہب

اس سرزمین کے دلچسپ حالات پر مشتمل ایک مضمون انگریزی اخبار پانیر کی ایک قریبی اشاعت میں ایک ہندوستانی سیاح نے لکھا ہے جس کے بعض ضروری حصے ناظرین الفضل کے معلومات میں اضافہ کے لئے ہم پیش کرتے ہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہاں کے لوگ مذہباً عیسائی تھے۔ اور اس وقت بھی سوائے ایک صوبہ کے جس میں مسلمانوں کی آبادی ہے۔ اور ان جنگلی علاقوں کے سوا جن میں بے دین لوگ بستے ہیں۔ باقی تمام ملک عیسائی مذہب کا ہی پیرو ہے۔ عیسائیوں کی سب سے بڑی اور مقتدر انجمن وہاں [illegible] ہے۔ جس کے ماتحت تمام مذہبی تقریبات سرانجام پاتی ہیں۔

ملکی قوانین

تمام ملک میں شریعت موسوی کے قوانین نافذ ہیں۔ جان کا بدلہ جان۔ آنکھ کا بدلہ آنکھ۔ کان کا بدلہ کان اور دانت کا بدلہ دانت ہوتا ہے۔ اگر کوئی انسان دوسرے کو قتل کر دے۔ تو اسے مقتول کے ورثاء کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔ جو اسی طریق پر اس کی جان لیتے ہیں۔ جس طرح اس نے مقتول کی لی تھی اگر اس نے تلوار سے قتل کیا۔ تو اسے بھی تلوار سے قتل کیا جائے گا۔ اور اگر اس نے گولی ماری تھی۔ تو اسے گولی سے ہلاک کیا جائے گا۔ اگر اس نے زہر کھلا کر ہلاک کیا ہے۔ تو اسے بھی اسی طریق سے ہلاک کیا جائیگا۔

مرسلہ عبدالغفار

اس سیاح کا بیان ہے کہ حبشیوں کے تمدن و معاشرت اور رسم و رواج اور یورپ و ایشیا کے عیسائیوں یا دیگر اقوام کے تمدن و معاشرت میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ ان کی خوراک پوشاک اور دیگر تمدنی اصول ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں۔ حبشی لوگ نہایت کثرت کے ساتھ کچا گوشت کھاتے ہیں۔ اور غضب کے بلانوش ہوتے ہیں۔ وہ اس قدر شراب پیتے ہیں۔ کہ اپنے قدموں پر کھڑا رہنا ان کے لئے ناممکن ہو جاتا ہے۔

کھانا کھانیکا طریق

سیاح مذکور بیان کرتا ہے کہ ایک موقع پر میں ایک بڑے مسلم افسر کا مہمان تھا۔ کھانے کے وقت میزبان اور اس کی بیوی بچے بھی میرے ساتھ حلقہ باندھ کر بیٹھ گئے۔ اتنے میں اس کا نوکر غلام بیل کا ایک بچہ لے آیا۔ اور اس کی اگلی ٹانگیں پکڑ کر حلقہ کے درمیان کھڑا ہو گیا۔ اور میزبان نے اس بچے کے گوشت کے ٹکڑے کاٹ کاٹ کر میرے اور اپنے اہل و عیال کے آگے پھینکنے شروع کر دیئے۔ میزبان کے کھانے کا طریق یہ تھا کہ آدھ فٹ لمبا گوشت کا ٹکڑا اٹھا کر وہ اسے دانتوں میں پکڑ لیتا۔ اور نہایت پھرتی کے ساتھ منہ سے باہر کا حصہ ایک تیز چھری سے کاٹ دیتا۔ کھانے کا یہ طریق اس قدر خطرناک ہوتا ہے کہ اگر کوئی اور شخص ایسا کرے۔ تو اس کے ہونٹ کٹ جائیں۔ لیکن ان لوگوں کو چونکہ اس کی مشق ہوتی ہے اس لئے زخم نہیں آتا۔ اس گوشت کے ساتھ یہ لوگ پانی کی جگہ ایک قسم کی شراب استعمال کرتے ہیں۔ جو تلا کہلاتی اور جو سے تیار ہوتی ہے۔ جو اور پانی ایک برتن میں ڈال کر زمین میں دفن کر دیا جاتا ہے۔ اور اس طرح اس میں نشہ پیدا ہو جاتا ہے جس قدر زیادہ عرصہ وہ دفن رکھی جائے۔ اسی قدر زیادہ تیزی اس میں پیدا ہوتی ہے۔ اس شراب میں ترشی ہوتی ہے لیکن کچے میں تشنگی کو دور کرنے میں اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ خاص تقریبات اور تیوہاروں کے موقعہ پر شراب اور گوشت کا استعمال بکثرت ہوتا ہے۔ لیکن ان کے ہاں رواج ہے کہ قریباً ہر تیوہار کے بعد حبشی روزہ رکھتے ہیں جس سے کھایا پیا ہضم ہو جاتا ہے اور صحت کے خراب ہونے کا ڈر نہیں رہتا۔

عام خصائل

حبشی عام طور پر بہت کاہل الوجود رہتے ہیں۔ دیہاتیوں کے عام مشاغل کے علاوہ وہ روز مرہ کا کام نہ صرف یہ کہ انگلے روز پر بلکہ ہفتوں پر ملتوی کرنے کے عادی دیکھے گئے ہیں۔ کام بہت کم کرتے ہیں۔ حتی کہ حکومت کے اداروں میں بھی کام کا وقت بہت قلیل رکھا گیا ہے۔ یہاں کی خوش قسمتی ہے۔ کہ آب و ہوا [illegible] یہاں سامان معیشت حاصل کرنے کے لئے زیادہ تگ و دو کی ضرورت نہیں ورنہ لازمی طور پر یہ لوگ فاقوں مر جاتے۔

کردستان کے شیطان پرست

معاصر سیاست ۳ مارچ نے ایک شیطان پرست قبیلہ کے حالات درج کئے ہیں۔ جو کردستان کے پہاڑی علاقہ میں آباد ہے۔ یہ لوگ شیطان کے متعلق اس قدر عقیدت رکھتے ہیں۔ کہ ان کا ایمان ہے۔ کہ تمام دنیا پر اسی کی حکومت ہے اور اسی کی بدولت یہ تمام کارخانہ چل رہا ہے۔ گناہ و ثواب کا اجارہ دار بھی ان کے نزدیک صرف شیطان ہے۔ ان کا دعویٰ ہے کہ شیطان کی حکومت عرصہ دس ہزار سال کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی سزا کے طور پر اسے دنیا میں بھیجا گیا ہے لیکن سزا کے ساتھ ہی اس قریبی تعلق کی وجہ سے جو اسے اللہ تعالیٰ سے تھا۔ اسے اس عرصہ کے لئے خدا تعالیٰ نے دنیا میں اپنی نیابت عطا کر دی۔ ان کا عقیدہ ہے کہ دس ہزار سال میں سے چھ ہزار تو گزر چکے ہیں۔ اور اب چار ہزار باقی ہیں۔ جس کے اختتام پر شیطانی حکومت دنیا سے اٹھ جائیگی اور وہ آسمان پر چلا جائیگا۔ اس کے بعد ایک ایسے دینی پیشوا کا ظہور ہوگا۔ جس کی آمد کے ساتھ ہی دنیا ہر لحاظ سے تبدیل ہو جائیگی۔ اور نظام عالم میں ایک نئے دور کا آغاز ہوگا۔

عبادت گاہ اور طریق عبادت

ان لوگوں کی سب سے بڑی عبادت گاہ شیخ عادی کی خانقاہ ہے۔ جو پہاڑی علاقہ میں واقع ہے۔ رسومات عبادت کی ادائیگی سے قبل اور عبادت گاہ تک پہنچنے کے لئے ہر شخص پر واجب ہے۔ کہ پیٹ کے بل رینگتا ہوا وہاں پہنچے۔ کیونکہ مقدس زینوں پر قدم رکھنا ان کے ہاں اشد ترین گناہ ہے۔ عبادت گاہ کے باہر ایک بہت بڑا چوبی سانپ بنایا گیا ہے۔ جس کے اندر ان کی مقدس کتب مقفل رہتی ہیں۔ ان متبرک اشیاء میں جو یہاں جمع رہتی ہیں۔ ایک مور طائیں شامل ہے۔ ان کے ہاں مورٹے اور مور کی بہت عزت کی جاتی ہے۔ حتی کہ وہ اپنے مذہبی پیشوا یعنی شیطان کو بھی "ملک طاؤس" یا "بادشاہ طوطی" کے لقب سے ملقب کرتے ہیں۔ اور اس کا نام لینا سوء ادبی یقین کرتے ہیں۔ اس طوطے کے نام پر بہت چڑھاوے چڑھائے جاتے ہیں۔ جس سے جملہ مذہبی رسوم اور دیگر تقاریب سرانجام پاتی ہیں۔

ناظرین کو اس قسم کی معلومات بہم پہونچانیکا مقصد ان کے علم میں اضافہ کے ساتھ یہ بھی ہے کہ وہ اپنے کام کی وسعت میں اضافہ کریں۔ اور اس کے مطابق اپنی کوششوں میں [illegible] اضافہ کریں۔

فضیلت اسلام

اب اور رب میں فرق

اناجیل میں اکثر مقامات پر اللہ تعالےٰ کو "آسمانی باپ" کہکر پکارا گیا ہے۔ اور عیسائیوں کو اس بات پر ناز ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ سے اظہار محبت کے لئے بہترین لفظ یہی ہے۔ اسی زعم میں وہ اسلام پر یہ اعتراض بھی کر دیا کرتے ہیں۔ کہ اس نے اپنے ماننے والوں کے سامنے اللہ تعالےٰ کی محبت کا صحیح نقشہ نہیں کھینچا۔ حالانکہ اسلام نے رب کہکر اللہ تعالےٰ کی جس عظیم الشان عظمت وجبروت کا اظہار کیا ہے۔ اس کا پاسنگ بھی "اب" کے لفظ میں نہیں پایا جاتا ؛

لفظ رب کے مختلف معانی

لسان العرب اور تاج العروس جو عربی لغت کی نہایت معتبر اور مشہور کتابیں ہیں۔ ان میں لکھا ہے۔ کہ زبان عرب میں "رب" کا لفظ سات معانی پر مشتمل ہے جو مالک۔ سیّد۔ مدبّر۔ مربّی۔ قیّم۔ منعم اور متمم ہیں۔ ان سات معانی میں سے تین معانی۔ اللہ تعالیٰ کی ذاتی عظمت پر دلالت کرتے ہیں۔ اور چار معانی ان فیوض پر دلالت کرتے ہیں جو بلحاظ اس کی کامل ملکیت کامل سیادت اور کامل تدبیر کے مبادی پر حاوی ہیں۔ جو معانی اللہ تعالیٰ کی ذاتی عظمت پر دلالت کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک معنے مالک کے ہیں ؛

ملکیت کا مفہوم

لغت عرب میں مالک اسے کہا جاتا ہے۔ جسکا اپنی مملوک پر قبضہ تامہ ہو۔ وہ جسطرح چاہے اسے اپنے تصرف میں لا سکتا ہو۔ اور بلا اشتراک غیرے اس پر حق رکھتا ہو۔ گویا قبضہ تامہ۔ تصرف تام۔ اور حقوق تامہ یہ تین مفہوم ملکیت کا لفظ اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور عربی زبان کے لحاظ سے حقیقی طور پر یعنی بلحاظ اس کے معانی کے یہ لفظ سوائے اللہ تعالےٰ کے اور کسی کے لئے استعمال نہیں ہو سکتا۔

سیّد کے معنے

دوسرا لفظ جو اللہ تعالےٰ کی ذاتی عظمت پر دلالت کرتا ہے۔ سیّد ہے۔ لغت عرب میں سیّد اسے کہا جاتا ہے۔ جسکا تابع ایک ایسا سواد اعظم ہو جو دلی جوش اور طبعی اطاعت سے اس کا حلقہ بگوش ہو۔ اسجگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ بادشاہ اور سیّد میں فرق ہے۔ بادشاہ بعض دفعہ سیاست قہری اور اپنے قوانین کی سختی کی وجہ سے بھی لوگوں کو مطیع بناتا ہے۔ لیکن سیّد کے تابع خود بخود دلی جوش اور محبت سے اسکی متابعت کرتے ہیں۔ یہ لفظ بھی اپنے حقیقی معانی کے لحاظ سے لغت عرب میں سوائے اللہ تعالےٰ کے اور کسی کے لئے موزوں نہیں کیونکہ وہی ایک ایسی ذات ہے جسکی سعید روحیں سچی اطاعت کرتی ہیں۔ اور ایسے حقیقی جوش سے جس کے ساتھ اغراض نفسانیہ کا کوئی شائبہ نہ پایا جائے بجز اللہ تعالےٰ کے دوسروں کی اطاعت ممکن نہیں۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔ میں نے جن و انس کو اس لئے پیدا کیا ہے تا مجھے پہچانیں اور میری عبادت کریں۔

مدبّر کا مطلب

مدبّر کا مفہوم بھی اللہ تعالےٰ کی عظمت کا اظہار کرتا ہے۔ تدبیر کے معنی یہ ہوتے ہیں۔ کہ کسی کام کے کرتے وقت وہ تمام سلسلہ آنکھوں کے سامنے ہو جو گذشتہ واقعات کے متعلق یا آئندہ نتائج کے متعلق ہو۔ اور اس سلسلہ کے لحاظ سے وضع الشیٔ فی محلہ ہو کوئی کارروائی حکمت عملی سے باہر نہ ہو۔ یہ نام بھی اپنے حقیقی معانی کے لحاظ سے صرف اللہ تعالےٰ کے لئے ہی استعمال ہوتا ہے۔ کیونکہ کامل تدبیر کامل علم غیب پر موقوف ہے۔ اور یہ بجز اللہ تعالےٰ کے اور کسی کے لئے مسلّم نہیں ؛

ربوبیت کا وسیع میدان

ان تین معنوں کے علاوہ باقی معنی یعنی مربّی قیّم۔ منعم اور متمم ایسے ہیں۔ جو اللہ تعالےٰ کے فیوض پر دلالت کرتے ہیں۔ مربّی بظاہر ہر پرورش کرنے والے کو کہتے ہیں۔ لیکن درحقیقت لغت عرب کے لحاظ سے اس کے مطالب وسیع ہیں۔ اور بالفاظ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام "کامل طور پر تربیت کی حقیقت یہ ہے۔ کہ جس قدر خلقت انسان کے شعبے باعتبار جسم اور روح اور تمام طاقتوں اور قوتوں کے پائے جاتے ہیں۔ ان تمام شاخوں کی پرورش ہو۔ اور جہانتک بشریت کی جسمانی اور روحانی ترقیات اس پرورش کے کمال کو چاہتے ہیں۔ ان تمام مراتب تک پرورش کا سلسلہ ممتد ہو۔ اور ایسا ہی جس نقطہ سے بشریت کا نام اور پہلا یا اس کی مبادی شروع ہوتے ہیں۔ اور جہاں سے بشری نقش یا کسی دوسری مخلوق کا نقش وجود عدم سے ہستی کیطرف حرکت کرتا ہے۔ اس اظہار اور ابراز کا نام بھی پرورش ہے پس لغت عرب کے رو سے ربوبیت کے معنی نہایت وسیع ہیں۔ اور عدم کے نقطہ سے مخلوق کے کمال تام کے نقطہ تک ربوبیت کا لفظ ہی اطلاق پاتا ہے۔ خالق وغیرہ الفاظ اس کی فرع ہیں

دیگر الفاظ کا مفہوم

قیّم کے معنی ہیں نظام کو محفوظ رکھنے والا۔ اور منعم کہتے ہیں۔ ہر ایک قسم کا انعام جو انسان یا کسی دوسری مخلوق اپنی استعداد کے رو سے پا سکتی ہو۔ وہ عطا کرنے والا۔ تا مخلوق اپنے کمال تام کو پہنچ جائے۔ انہی معنوں کی تشریح اس آیت کریمہ میں کی گئی ہے۔ ربنا الذی اعطیٰ کل شیٔ خلقہ ثم ھدیٰ ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر ایک چیز کو اس کے مناسب حال کمال خلقت عطا فرمایا۔ پھر اس کی دوسرے کمالات کے حصول کے لئے راہنمائی فرمائی۔ متمم کے یہ معنی ہیں۔ کہ سلسلۂ فیوض کو کسی پہلو سے بھی ناقص نہ چھوڑنے والا۔ بلکہ ہر پہلو سے کمال تک پہنچانے والا۔

ظاہر ہے۔ کہ ان معانی کے لحاظ سے "رب" کا لفظ نہایت عظیم الشان حقائق کا حامل نظر آتا ہے۔ مگر افسوس ہے عیسائیوں نے اپنی کوتاہ نظری سے اسلام کی اس عظیم الشان خصوصیت کو نہ دیکھا۔ اور انہوں نے محض اناجیل میں اب کے لفظ کے استعمال کو کافی سمجھ لیا۔ حالانکہ اب کا لفظ رب کے مقابلہ میں کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتا۔

اب کی لغت عرب سے تشریح

اب یا باپ کا لفظ لغات مشترکہ میں سے ہے یعنی ان الفاظ میں سے ہے جو دونوں زبانوں میں پائے جاتے ہیں۔ جو زبان عربی کی شاخیں ہیں۔ چنانچہ فادر پتا پدر وغیرہ الفاظ وہی مفہوم رکھتے ہیں۔ جو اب کا لفظ رکھتا ہے۔ اور لغت عرب کے رو سے یہ مختلف مادوں سے بنایا گیا ہے۔

اول ابا سے۔ کیونکہ اباء اس پانی کو کہتے ہیں۔ جو ختم نہ ہو چونکہ نطفہ کا پانی مدت دراز تک سیر میں پیدا ہوتا رہتا ہے۔ اور اسی پانی سے بچہ پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے عربی زبان میں اس پانی کا منبع اب کے نام سے موسوم ہوا۔

دوم ابی کے لفظ سے۔ ابی کے معنی لغت میں رک جانیکے ہیں چونکہ اس کام میں نر جو باپ کہلاتا ہے۔ صرف نطفہ ڈالنے پر بس کر دیتا ہے۔ اور اس کے بعد اسکی پیدائش میں اسکا کوئی دخل نہیں ہوتا اس لئے اب کہنے میں یہ امر بھی ملحوظ ہے۔ اس تفصیل سے ظاہر ہے کہ اب اور رب میں عظیم الشان فرق ہے۔ اور اگر اناجیل میں اللہ تعالےٰ کو "آسمانی باپ" کہکر پکارا گیا ہے۔ تو اس سے اس کی کوئی فضیلت ظاہر نہیں ہوتی ؛

اب رب کے مقابلہ میں حقیر لفظ ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منن الرحمن میں اب اور رب کے متعلق اس عظیم الشان فرق کو بیان کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ "اب کا لفظ ایک ایسا حقیر اور ذلیل لفظ ہے۔ کہ اس میں کوئی حصہ پرورش یا ارادہ یا محبت کا شرط نہیں۔ مثلاً ایک بکرا جو بکری پر جست کر کے نطفہ ڈال دیتا ہے۔ یا ایک سانڈ بیل جو گائے پر جست کر کے اور اپنی شہوت کا کام پورا کر کے پھر اس سے علیحدہ بھاگ جاتا ہے جس کے یہ خیال میں بھی نہیں ہوتا ہے کہ کوئی بچہ پیدا ہو۔ یا ایک سؤر جسکو شہوت کا نہایت زور ہوتا ہے۔ اور بار بار وہ اسی کام میں لگا رہتا ہے۔ اور کبھی اس کے خیال میں بھی نہیں ہوتا کہ اس بار بار کے شہوانی جوش سے یہ مطلب ہے۔ کہ بہت سے بچے پیدا ہوں اور قسم بر دادے زمین پر کثرت سے پھیل جائیں۔ اور نہ اسکو فطرتی طور پر یہ شعور دیا گیا ہے۔ تاہم اگر بچے پیدا ہو جائیں۔ تو بلا شبہ سؤر وغیرہ اپنے اپنے بچوں کے باپ کہلائیں گے۔ اب جبکہ اب کے لفظ یعنی باپ کے لفظ میں دنیا کی تمام لغتوں کی رو سے یہ معنے ہر گز مراد نہیں۔ کہ وہ باپ نطفہ ڈالنے کے بعد پھر بھی نطفہ کے متعلق کچھ کارگذاری کرتا ہے۔ تا بچہ پیدا ہو جائے۔ اور یا ایسے کام کے وقت میں یہ ارادہ بھی اس کے دل میں ہو۔ اور نہ کسی مخلوق کو ایسا اختیار دیا گیا ہے۔ بلکہ باپ کے لفظ میں بچہ پیدا ہونیکا خیال بھی شرط نہیں۔ اور اس کے مفہوم میں

کشمیر کے انگریز حکام کو کانگرس سے مرعوب کرنے کی کوشش

کشمیری ہندو کانگرس کی حمایت میں

کشمیری پنڈتوں نے گلینسی کمیشن کی رپورٹ کے خلاف چند روز سے جو شور مچا رکھا ہے۔ وہ دراصل کانگرس کو قوت پہنچانے کا بہانہ ہے اور کشمیری پنڈت اس طرح سری نگر میں کانگرسی تحریک کو مضبوط کرنا چاہتے ہیں۔ کانگرس کی تحریک کیا ہے یہی کہ ہندوستان میں ہندو راج قائم کر کے یا تو تمام مسلمانوں کو شدھ کر لیا جائے۔ یا انہیں صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے۔ پہلے تو مسلمانوں کے جائز مطالبات اور ان کی آئینی جدوجہد کو باغیانہ قرار دے کر حکومت سے بار بار یہ مطالبہ کیا گیا۔ کہ مسلمان غنڈے ہیں۔ انہیں گولی کا نشانہ بنایا جائے۔ اور ان پر ممکن سے ممکن تشدد کیا جائے حکومت چونکہ ہندوؤں کی تھی اس لئے ان مشوروں پر عمل کرتے ہوئے مختلف بہانوں سے اس نے مسلمانوں کا خون پانی کی طرح بہایا معزز مسلمانوں کی داڑھیاں نوچی گئیں۔ انہیں ننگا کر کے باندھ کر ان کے بدن کی کھال ادھیڑی گئی۔ مسلمان پردہ دار اور معزز گھرانے کی عورتوں کی عصمت دری کی گئی۔ یہ سب کچھ کانگرسی کشمیری پنڈتوں اور دوسرے ہندوؤں نے کرایا۔؛

مگر مسلمانوں نے صبر اور تحمل کے ساتھ اسے برداشت کیا۔ اور آج جبکہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ گلینسی کمیشن نے مسلمانوں کی مظلومیت کو کسی حد تک تسلیم کیا اور ان کے مطالبات کو معقول اور جائز سمجھ کر چند ایسی باتوں کی سفارش کی ہے جو مسلمانوں کے کم سے کم مطالبات سے بھی کم ہیں۔ تو کشمیری پنڈتوں کو یہ بات ناگوار گذری۔ اور وہ علی الاعلان کہتے ہیں کہ مسلمانوں کے یہ کم سے کم مطالبات بھی کیوں تسلیم کئے گئے۔ ان کے جلسوں میں آج کل نظام مردہ باد۔ کیو بال مردہ باد اور مہاتما گاندھی زندہ باد کانگرس زندہ باد کے نعرے لگتے ہیں۔ حیرت کا مقام ہے کہ مسلمانوں کے مطالبات جو جائز تھے ان پر خلاف قانون انتہائی سختی کی گئی اور پانی کی طرح ان کا خون بہایا گیا۔ لیکن ہندو مسلمانوں کے جذبات کو کچلنے کے لئے خواہ کچھ ہی کریں۔ ان کے لئے کوئی قانون نہیں کوئی آرڈی ننس نہیں۔ اور اگر ان میں سے کسی کو جیل میں بھیجا جاتا ہے تو سپیشل کلاس میں رکھا جاتا ہے۔ جیل کا داروغہ۔ سپرنٹنڈنٹ اور دیگر ہم ملت حکام ان کی خاطر تواضع میں مشغول ہیں۔ آرام و آسائش کے سبھی سامان مہیا کئے جاتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چند ذمہ دار آفیسر ان کے اشارے سے یہ سب تحریک جاری ہے۔ کشمیری ہندو معہ چند ذمہ دار حکام اس خدشہ سے کہ ریاست میں چند انگریز آفیسر آ کر ان کی مہا سبھائی ذہنیت اور سلوک سے واقف ہو کر حق کی بھی داد رسی کی کوشش نہ کر سکیں۔ انگریزوں کو مرعوب کرنے کے لئے یہ ڈھنگ اختیار کر رہے ہیں۔ کہ اگر انہوں نے مسلمانوں کی داد رسی کی۔ تو وہ کشمیر میں کانگرسی تحریک جاری کر دیں گے۔ اس طرح ان چند انگریز آفیسروں کو دباؤ میں لانے کی کوشش ہو رہی ہے۔ اور اس وقت تک ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہندوؤں کا یہ حربہ ایک حد تک کامیاب ہو چکا ہے۔ مگر میں مسلمانوں سے استدعا کرتا ہوں کہ وقت اب آگیا ہے جبکہ ہماری ہمت اور استقلال کا امتحان ہونے والا ہے۔ ہمارے دوست نہ تو انگریز ہو سکتے ہیں اور نہ کوئی اور دوسری قوم۔ ہم اپنی کوشش سے ہی دنیا میں زندہ رہ سکتے ہیں۔ ہم نے اپنے مطالبات آئینی رنگ میں مہاراجہ بہادر کے پاس پیش کئے ان پر ایک کمیشن مقرر کر کے ان کا بہت ہی قلیل حصہ تسلیم کیا گیا۔ اور وہ تسلیم شدہ حصہ بھی ابھی تک کاغذی کارروائی سے زیادہ کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ کہ اس کی مخالفت شروع ہو گئی ہے۔ اب ایسا وقت آگیا ہے کہ ہمیں اپنے حقوق حاصل کرنے کے لئے پتھر کی چٹان کی طرح مضبوط ہونا چاہئے۔ اور ہر قسم کی قربانیوں کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ (نامہ نگار از سری نگر)

کشمیر کے مسلمانوں کا مطالبہ

بعض شائع شدہ مضامین کے مطابق حکومت کشمیر نے اسمبلی میں جو نشستیں مسلمانوں کے لئے مخصوص کی ہیں ان میں سراسر بے انصافی اور حق تلفی سے کام لیا گیا ہے۔ اور باوجود اس کے کہ مسلمانوں کی آبادی ۹۵ یا ۹۷ فیصدی ہے۔ پھر بھی مسلمانوں کو اس تناسب سے نشستیں نہیں دی گئیں بہت معمولی سی اکثریت دے کر مسلمانوں کی اشک شوئی کی گئی ہے اور گلانسی کے واپس چلے جانے پر اس اکثریت کو بھی نابود کرنے کا جو انتظام ٹھاکر کرتار سنگھ صاحب کی تیار کردہ جماعت نے کیا ہے وہ بھی عجیب ہے۔ خفیہ طور پر سکھوں کو اکسایا گیا ہے کہ وہ چار نشستیں طلب کریں۔ بدھ قوم نے مسٹر عبد اللہ کو نمائندہ بنایا تھا۔ مگر ایک کشمیری ہندو بدھ قوم کا خود ساختہ نمائندہ بن گیا۔ اب بدھ قوم کے لئے بھی الگ نشستوں کا مطالبہ ہوگا۔ یہ کیوں؟ اس لئے کہ ہندوؤں سکھوں اور بدھ قوم کی نشستوں کو ملا کر ہندوؤں کی تعداد بڑھ جائے۔ ہم حکومت کشمیر کو آگاہ کر دینا چاہتے ہیں۔ کہ اگر اس نے ہندوؤں کی اس قسم کی جماعتوں کو الگ الگ نشستیں دینی شروع کر دیں تو مسلمانوں میں بھی اس قسم کی اقلیتیں موجود ہیں۔ مثلاً شیعہ۔ اہل حدیث۔ احمدی۔ پس اگر ہندو سکھوں وغیرہ کو الگ نشستیں دی گئیں تو شیعہ، اہل حدیث۔ احمدی بھی مستقل نشستیں طلب کریں گے اور اس مطالبہ کو نہ ماننے کی وجہ سے جو خرابی پیدا ہوگی اس کی ذمہ داری حکومت پر ہوگی۔ (آزاد کشمیری)

ہندو ویووک سبھا جموں کا اشتعال انگیز اشتہار

ہندو ویووک سبھا جموں کی طرف سے بڑے بڑے پوسٹر بعنوان ہندو سکھ سفا دفریاد کر دیئے گئے۔ دیواروں پر چسپاں پائے گئے۔ جن میں گلینسی رپورٹ پر شدید نکتہ چینی کے علاوہ ہندوؤں کو اس بات پر ابھارا گیا ہے۔ کہ وہ ان نام نہاد سفارشات پر (جو تاحال آشنائے عمل نہیں) عمل نہ ہونے دیں۔ اشتہار مذکور میں مسلمانوں کو ناخواندہ۔ پس ماندہ اور چیرہ دست قوم اور ہندوؤں کو تعلیم یافتہ۔ مہذب اور ترقی یافتہ جانی جاتے ہوئے ہندوؤں کو آئینی طور پر مسلح ہونے کی دعوت دی ہے۔ مسلمانوں کو اشتہار مذکور سے مشتعل کرنے کی ناپاک کوشش ایک منظم سازش کا پتہ دیتی ہے۔ غریب مسلمان جن کو تاحال کچھ بھی نہیں ملا۔ بے حد پریشان ہیں۔

موضع ڈگور (جموں) کے مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ

اطلاع ملی ہے کہ موضع ڈگور میں ہندوؤں نے حکومت کا فیصلہ اپنے حق میں پا کر مسلمانوں کو تالاب سے پانی بھرنا بھی بند کر دیا ہے

کشمیری پنڈتوں کی شورش

اور

ریاستی حکام کا ان سے عجیب و غریب سلوک

چند دنوں سے کشمیری پنڈتوں نے جو شورش برپا کر رکھی ہے وہ حد سے بڑھتی جا رہی ہے۔ اس کی غرض یہ ہے۔ کہ مسلمانوں کو ان کے حقوق دینے تو الگ رہے۔ انہیں انسان بھی نہ سمجھا جائے۔ اور جس طرح آج تک ان پر ظلم و ستم روا رکھا گیا ہے۔ آئندہ بھی رکھا جائے۔ اس غرض کے حصول کے لئے ایک طرف تو گلنسی کمیشن مہاراجہ بہادر اور پریم ناتھ بزاز کے جنازے نکالے جا رہے ہیں۔ اپنے منتخب کردہ نمائندہ گلنسی کمیشن پنڈت پریم ناتھ بزاز کے لئے پرانے جوتوں کا ایک ہار بنا رکھا ہے۔ تاکہ جب وہ مہاراجہ بہادر کی دی ہوئی مراعات سنانے کے لئے سٹیج پر آئے۔ تو اس کے گلے میں بجائے پھولوں کے پرانے جوتوں کا ہار ڈالیں۔ اور دوسری طرف ریاست کے بعض محکمے جن پر ہندو افسروں کے سپرد ہوئے ہیں۔ اپنی آواز کانگریس سے ملا کر ان کو نکالنا چاہتے ہیں۔ اس کے ثبوت میں ہم ان کی وہ وردی جو کانگریس کے ڈیزائن پر تیار کی گئی ہے۔ اور جو ان کے تمام والنٹیروں نے پہنی ہوئی ہے۔ پیش کرتے ہیں۔ پھر جگہ جگہ صاف الفاظ میں یہ کہتے پھرتے ہیں۔ کہ یہاں کانگریس قائم کرو

یہ ہے اصل بنیاد جس پر کشمیری پنڈتوں نے شورش شروع کی ہے۔ اور کھلم کھلا قانون شکنی کر کے بغاوت کر رہے ہیں۔ لیکن ایسے شوریدہ سروں کے ساتھ جو سلوک ریاستی حکام کر رہے ہیں۔ وہ نہایت ہی حیرت انگیز ہے۔ اور اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ریاستی ہندو افسروں کی طرف سے اس شورش کی ہر طرح حوصلہ افزائی کی جا رہی ہے۔ اور اس میں ہر رنگ کی مدد دی جا رہی ہے۔ اس کے متعلق ذیل میں چند واقعات درج کئے جاتے ہیں۔

پنڈتوں کی گرفتاری

ریگولیشن ۱۲ مجریہ ۱۹۸۸ء کے تحت ہر ایسا شخص گرفتار ہو سکتا ہے۔ جو جرم خلاف قانون میں موجود ہو۔ لیکن روزانہ دو دو چار چار ملزموں کی گرفتاریاں عمل میں آ رہی ہیں۔ جس کی دو وجوہات ہیں۔ ایک تو یہ کہ مجرموں کو لیڈر قرار دے کر سپیشل کلاس کے مراعات دیئے جائیں۔ اور دوسری یہ کہ سامعین اسمبلی کے سب ریاستی ملازم ہوتے ہیں۔

گرفتاری کے بعد

پنڈت ایجی ٹیشن کو اس وقت تک ہفتہ عشرہ ہو چکا ہے۔ لیکن اس سلسلہ میں جس قدر گرفتاریاں ہوئی ہیں۔ پولیس نے ان کو ہتھکڑیاں نہیں پہنائیں۔ نہ حوالات میں رکھا۔ بلکہ حوالات کے سامنے ان پر پھول برسائے گئے۔ پنڈت ملازم طبقہ نے یہ سب کچھ مجرموں کی حوصلہ افزائی کی خاطر کیا۔ اور حوالات کے اندر اس لئے نہ رکھا گیا۔ تاکہ تمام پنڈت ان سے ملاقی ہوں۔ ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ قانون صرف مسلمانوں کے لئے ہی ہے۔ یا ان کے لئے بھی۔

مجرموں کی امداد

ہر ایک پنڈت ملازم خواہ وہ کسی شعبہ میں ہے۔ مجرموں کو ہر قسم کی آسائش پہنچانے میں کوشاں ہے۔ مثلاً ان کے حق میں ڈائریاں دینا سی۔ آئی۔ ڈی۔ اور دوسری پولیس نے اپنا فرض سمجھ رکھا ہے عموماً اس کام پر پنڈت ملازم تعینات کئے گئے ہیں۔ شاذ و نادر اگر کوئی مسلمان راستگوئی کا خیال رکھتے ہوئے اپنا فرض ادا کرنے لگے۔ تو اسے مرعوب کر کے جھوٹ بولنے کے لئے مجبور کیا جاتا ہے تاکہ ملزم اپیل میں کامیاب ہو جائے۔

وکلاء کا بغیر اجازت مقدمات میں پیش ہونا

بغیر وکالت نامہ لینے کے ہر ایک ملزم کے مقدمہ میں سرینگر کے ہندو وکیل پیش ہو رہے ہیں۔ اور اس امر پر زیادہ زور دیتے ہیں کہ ان کو سپیشل کلاس کی مراعات دی جائیں۔ اور مجسٹریٹوں کو ایسا ہی کرنا پڑتا ہے۔ بخلاف اس کے جب مسلمانوں پر ظلم و ستم کیا گیا۔ تو ٹھاکر کرتار سنگھ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے تمام وکلاء کو بلا کر متنبہ کیا۔ کہ وہ کسی سیاسی مقدمہ کی پیروی نہ کریں۔ اور مجسٹریٹوں کو ہدایت کی گئی۔ کہ وہ کسی کے لئے سپیشل کلاس کی سفارش نہ کریں خواہ وہ کتنا ہی بڑا قومی لیڈر کیوں نہ ہو۔ مثال کے طور پر ہم شیخ محمد عبداللہ صاحب۔ ایم۔ ایس سی اور میر حسام الدین صاحب وغیرہ وغیرہ کو پیش کرتے ہیں جنکو ہزارہا مصیبتیں برداشت کرنے کے بعد بھی نام نہاد سپیشل کلاس و بحر تکلیف میں رکھا گیا۔

مجرموں کے جرمانہ کی ادائیگی

جب ۱۰ مئی کو کچھ پنڈت ملزموں کو سزائے قید و جرمانہ ہوئی۔ تو بھارت سبھا کے دفتر میں راقم موجود تھا۔ جہاں کثیر التعداد پنڈت ملازموں کا اجتماع تھا۔ اسی اثنا میں جیا لعل کلم بھی وہاں پہنچا جس نے کہا کہ پنڈت بحیثیت پنڈت ہر مرد و عورت خواہ سرکاری ملازم ہو۔ یا نہ امیر ہو یا غریب۔ بوڑھا ہو یا جوان اس کا فرض ہے۔ کہ وہ اس وقت سزا یافتہ آدمیوں کے جرمانہ کے چندہ کی امداد کرے۔ اتنا کہنے پر زر کثیر جمع ہو گیا اس وقت ملازمین نے وعدہ کیا۔ کہ اس ماہ کی تنخواہ ملنے پر نصف تنخواہ اس قومی فنڈ میں جمع کریں گے۔

جیل خانہ میں ایجی ٹیشن پر تبادلہ خیالات

رہا شدہ قیدیوں کا بیان ہے۔ کہ ۲۸ بیساکھ ۱۹۸۹ء کو بوقت ۲ بجے بحکم افسران جیل کیشب بندھو کو اس کمرے میں لایا گیا۔ جہاں سپرنٹنڈنٹ جیل اجلاس کرتا ہے۔ وہاں امرناتھ کاک وکیل نائب داروغہ۔ کیشب بندھو کی اہلیہ صاحبہ اور ڈاکٹر صاحب جیل اور دیگر چند ملازمان جیل پولیس کے موجود تھے۔ اس کمرے میں اخبار بینی۔ چائے و سگریٹ نوشی کے بعد قریباً دو گھنٹہ مسلسل موجودہ ایجی ٹیشن پر تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔

جیل میں خاص رعایت

معلوم ہوا ہے۔ کہ جب پنڈت قیدیوں کو جیل میں پہنچایا گیا۔ تو ان کی آرام و آسائش کے متعلق ہر قسم کی تسلی کی گئی۔ آہنی برتنوں کو قلعی کرا کر دیا۔ مسلمان سیاسی قیدیوں سے نئے کمبل چھین کر دینا۔ بارک کی صفائی کرا کے ان کو علیحدہ رکھنا۔ ولایتی صاف کمبل مہیا کرنا حتیٰ کہ کمبل ناکافی ہونے پر شفاخانہ کے بیماروں سے چھین کر دلانا

مسلمان سیاسی قیدیوں پر پنڈت قیدیوں کے سامنے تشدد

اس تشدد کا یہ مقصد تھا۔ کہ پنڈت قیدیوں پر واضح کیا جائے کہ مسلمان قیدی باوجود اس ظلم کے پھر بھی اپنے ارادوں پر محکم ہیں۔ تو تم جو بغیر مشقت کے بیٹھے ہو اور ہر طرح کا آرام و آسائش میسر ہے کیا وجہ ہے۔ کہ تم جیل میں آنے سے گھبراتے ہو۔ تم جیل خانہ کو جیل یاترا کے نام سے پکارو۔ اور باہر جا کر یہ پروپیگنڈا کرو۔ تاکہ پنڈت لوگ کثرت سے جیل میں آئیں۔

اس غرض کو مدنظر رکھتے ہوئے مسلمان سیاسی قیدیوں پر اس طرح تشدد کیا گیا۔ کہ چند سربرآوردہ کو لا کر پنڈت قیدیوں کی بارک کی صفائی کرائی گئی۔ اور شالی کٹائی گئی۔ نماز سے روکا گیا۔ جمعدار نے جوتے لگائے۔ یہ نظارہ دیکھ کر ہندو قیدیوں نے تالیاں بجائیں۔ اور مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہا۔ یہ تو حقوق ہ ان چند واقعات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے

صوبہ سرحد کی تبلیغی تنظیم

صوبہ سرحد میں تبلیغ کے کام کو وسیع کرنے اور بہتر بنانے کی غرض سے اس علاقہ کو ۱۵ جولائی ۱۹۳۲ء سے تین حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے ہر حصہ کا مہتمم تبلیغ الگ ہوگا۔ جو براہ راست نظارت دعوت و تبلیغ قادیان کے سامنے اپنے حصے کے کام کا ذمہ دار ہوگا۔ اور ہر حصہ کا مبلغ مہتمم تبلیغ کہلائیگا۔ ہر حصہ کے مہتمم تبلیغ کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ اپنے حصہ کے اندر تبلیغی تنظیم کرے یعنی ہر ضلع کا ایک نائب مہتمم تبلیغ مقرر کیا جائے۔ جو اپنے ضلع کے اندر تبلیغی انجمنیں قائم کرنے کا ذمہ وار ہو۔ نیز ہر تحصیل کا ایک ایک انسپکٹر تبلیغ منتخب کیا جائے جس پر اس تحصیل میں تبلیغ سلسلہ کرنے کی ذمہ واری ہوگی۔ صوبہ سرحد کے اضلاع کی تقسیم حسب ذیل کی گئی ہے

---

* مہتمم تبلیغ۔ صاحبزادہ عبداللطیف صاحب مرکزی مقام ٹوپی علاقہ اضلاع پشاور کوہاٹ معہ علاقہ غیر۔ ۲۔ مہتمم تبلیغ مولوی چراغ دین صاحب مرکزی مقام۔ ڈیرہ اسمٰعیل خان۔ علاقہ اضلاع بنوں۔ ڈیرہ اسمٰعیل خان معہ علاقہ غیر۔ مہتمم تبلیغ مولوی

انگریزی سیکھنے والوں کی خوش قسمتی

اس مالی پریشانی کے زمانہ میں

اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے کہ وہ بلا استاد بہت جلد اور نہایت آسانی سے انگریزی سیکھ جائیں۔ دیکھئے جناب احمد خان صاحب سیکنڈ ماسٹر ورنیکلر مڈل اسکول فتحپور کیا فرماتے ہیں:۔ "میں نے کتاب جدید انگلش ٹیچر کو شروع سے آخر تک پڑھا اور بلا تامل کہہ سکتا ہوں کہ اس موضوع پر ایسی دلچسپ کتاب آج تک میری نظر سے نہیں گزری۔ انگریزی سیکھنے والوں کو ایک کامل استاد کا کام دیتی ہے"

جناب نانک چند صاحب انسپکٹر پولیس پورٹ بلیر فرماتے ہیں "جدید انگلش ٹیچر نہایت مفید ثابت ہوا۔ جس قدر تعریف کی جائے کم ہے۔ نہ صرف طالبعلم کے لئے سچی رہنما بلکہ خود ٹیچر کے لئے بیہا تحفہ ہے"

قیمت صرف ڈیڑھ روپیہ علاوہ محصولڈاک۔ اگر ایک ایک سبق سے کتاب کی ساری قیمت وصول نہ ہو جائے۔ تو واپس کر دیں

قمر برادرز (الف) شملہ

رشتہ مطلوب ہے

ایک سیدزادی خاتون تعلیمیافتہ کے لئے رشتہ درکار ہے لڑکا برسر روزگار ہو خط و کتابت مزید معلومات کے لئے بنام

محمد رمضان اسسٹنٹ انگلش کلرک سمال کاز کورٹ دہلی ہو۔

ضرورت نکاح

ایک سرکاری ملازم احمدی اودور سیر کے لئے لڑکی کی ضرورت ہے۔ جو کہ خوبصورت اور امور خانہ داری سے واقف ہو وے۔

معرفت مینیجر صاحب اخبار الفضل قادیان

قادیان کی نئی آبادی میں پرائیویٹ قطعات اراضی قابل فروخت

جن کی قیمتوں میں یکم جون تک بیس فیصدی رعایت ہوگی

یہ قطعات محلہ دارالعلوم میں گرلز ہائی سکول و کالج کی عمارت کے قریب جامعہ احمدیہ اور تعلیم الاسلام ہائی سکول کے پاس محلہ دارالرحمت کے مشرق میں واقع ہیں۔ ہر ایک قطعہ ایک کنال کا ہے۔ اور شمالاً جنوباً ۱۰۰ فٹ کا اور شرقاً غرباً ۷۵ فٹ کا ہے۔ اور ہر ایک قطعہ کے دو طرف راستہ ہے۔ بڑی سڑک سے نکلنے والے تمام راستے (جو شرقاً غرباً ہیں) پندرہ پندرہ فٹ کے ہیں۔ اور عرضی راستے (جو شمالاً جنوباً ہیں) دس دس فٹ کے ہیں برلب سڑک کلاں قطعات کی اصل شرح ۲۵ فی مرلہ اور ۵۰۰ فی کنال ہے۔ اور رعایتی شرح ۲۰ فی مرلہ اور ۴۰۰ فی کنال ہے۔ اور قطعات اندرون محلہ کی اصل شرح ۲۰ فی مرلہ اور چار سو روپیہ فی کنال ہے۔ اور رعایتی شرح ۱۶ فی مرلہ اور تین سو بیس روپیہ فی کنال ہے۔ بالاقساط ادائیگی کی صورت میں اصل قیمت لیجائیگی۔ اور کل زرثمن ایک سال کے اندر ادا ہو جانا ضروری ہوگا۔

ان قطعات کے علاوہ قادیان کی نئی آبادی کے ہر ایک محلہ میں اس وقت اچھے اچھے مواقع پر پرائیویٹ قطعات قابل فروخت موجود ہیں۔ جن میں سے بعض ریلوے روڈ پر۔ بعض شہر کے قریب عمدہ موقع پر۔ بعض آبادی کے اندر اور مسجد محلہ کے قریب۔ بعض ریلوے روڈ اور سٹیشن کے قریب اور بعض نور ہسپتال اور تعلیم الاسلام ہائی سکول کے قریب برلب سڑک کلاں واقع ہیں۔ محل وقوع وغیرہ کا پتہ نقشہ آبادی قادیان سے لگ سکتا ہے (جو رعایتی قیمت ۸/ پر کو قادیان کے تاجران کتب سے مل سکتا ہے) اور قیمت کا تصفیہ میری معرفت کیا جا سکتا ہے۔

نوٹ:۔ جو احباب کسی وجہ سے اپنے خرید کردہ قطعات اراضی فروخت کرنا چاہتے ہوں۔ وہ اس کام میں مجھ سے مدد حاصل کر سکتے ہیں۔

خاکسار:۔ محمد اسمٰعیل (مولوی فاضل) قادیان

الفضل میں اشتہار دیکر فائدہ اٹھائیں

محافظ اٹھرا گولیاں (رجسٹرڈ)

اٹھرا کیا ہے؟

جن کے بچے چھوٹی ہی عمر میں فوت ہو جاتے ہیں۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہوں۔ یا حمل گر جاتا ہو۔ عوام اسے اٹھرا اور اطباء اسقاط حمل کہتے ہیں۔ اس مرض کے لئے سیدنا حضرت نورالدین رضی اللہ عنہ اعظم شاہی طبیب کی ایجاد کردہ معمول اور ہزارہا لوگوں کی مجرب و آزمودہ گذشتہ نصف صدی سے زیر استعمال ہیں۔

محافظ اٹھرا گولیاں

اکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔ ان سے ہزارہا اجڑے ہوئے گھر آباد بے چراغ گھر روشن اور صدمہ خوردہ دکھی اور مایوس دل تسکین اور ڈھارس حاصل کر چکے ہیں۔ ان اکسیر صفت مقبول و تیر بہدف گولیوں کے استعمال سے بچہ خوبصورت۔ ذہین۔ تندرست۔ اٹھرا کے تمام اثرات سے بچا ہوا عمر طبعی کو پہنچنے والا اور صحیح و سلامت پیدا ہوگا۔ یہ گولیاں کیا ہیں قدرت خدا کا زندہ کرشمہ ہیں۔ آزمائش شرط ہے مشک آنست کہ خود ببوید قیمت فی تولہ ۵ مکمل خوراک گیارہ تولہ یکمشت منگوانے والے سے ایک روپیہ فی تولہ علاوہ محصولڈاک لیا جائیگا۔ استعمال شروع حمل سے آخیر رضاعت تک۔

عبدالرحمٰن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان پنجاب

مشین بادام روغن (نیو ماڈل امپروڈ)

زراعتی آلات و دیگر مشینری کے لئے ہماری باتصویر فہرست مفت طلب فرمائیے

ہینڈل

پیچ

فریم

سیلنڈر

چوکھٹ چوبی

روغن کی نالی

ہماری مشین بادام روغن پائداری۔ خوبصورتی۔ اور کارآمد ہونے میں یکتا و لاجواب ہے۔ ایک دفعہ کی خریدی ہوئی عمر بھر کے لئے کافی ہے علاوہ بادام روغن کے ناریل۔ کدو و تربوزہ ککڑی۔ خشخاش۔ سرسوں۔ السی اور دیگر ہر قسم کے روغن مصفی اور زیادہ مقدار میں نکالے جا سکتے ہیں۔ فریم۔ ہینڈل۔ گنڈہ پیچ۔ مضبوط لوہے کا سوراخدار سلنڈر پیتل کا لگایا گیا ہے۔ سوراخ سلنڈر ۱۶ عدد۔ قیمت صرف بیس روپے ۲۰ قیمت مشین خورد معہ سلنڈر آہنی صرف ۱۲ اصلی و اعلیٰ مال منگانے کا قدیمی پتہ

ایم۔ اے۔ رشید۔ اینڈ سنز۔ انجینیرز بٹالہ (پنجاب)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

بمبئی میں ۱۴ مئی کو جو ہندو مسلم فساد شروع ہوا تھا۔ وہ ۱۶ کو بھی جاری رہا۔ اور سخت خطرناک صورت اختیار کر گیا۔ آخری موصول شدہ اطلاع مظہر ہے کہ چالیس اشخاص ہلاک اور ساڑھے پانچسو زخمی ہو چکے ہیں۔ پولیس کو ۱۲ مرتبہ گولی چلانی پڑی۔ آمد و رفت کا سلسلہ بند ہے۔ بندر سٹیشن پر مسافروں کو اترنے نہیں دیا جاتا۔ بعض فسادیوں نے دو مساجد کو آگ لگا دی۔ پولیس کمشنر نے ایک ماہ کے لئے لاٹھیوں۔ تلواروں۔ اور چھریوں وغیرہ کو لے کر بازار میں نکلنے کی ممانعت کر دی ہے۔

تین بنگالی نوجوانوں نے جو ریوالوروں سے مسلح تھے۔ کومیلا میں ۱۵ مئی کو محکمہ ڈاک کے ایک ہرکارہ پر حملہ کر کے ڈاک کا تھیلا چھین لیا۔ جس میں ۸۲۵ روپے تھے۔ لیکن اس کے شور کرنے پر دیہاتیوں نے جمع ہو کر ان کا تعاقب کیا۔ اور ان کو گرفتار کر لیا۔

بمبئی کے علاقہ میں کانگرسیوں نے نمک کے ذخیروں پر چھاپے مارنے کی شرارت پھر سے شروع کر دی ہے۔ چنانچہ ۱۵ مئی والنٹیروں نے چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں منقسم ہو کر وڈالہ نمک کے ذخیروں میں داخل ہونے کے لئے خاردار تار کو توڑنے کی کوشش کی لیکن پولیس نے مدافعت کی اور تین گرفتاریاں عمل میں لائی گئیں۔

ریاست جموں و کشمیر نے سری نگر کے نشاط باغ اور دیگر باغات میں داخل ہونے والوں پر جو ٹیکس عائد کئے تھے۔ ۱۳ مئی کی اطلاع ہے کہ انہیں منسوخ کر دیا ہے۔

کانگرس کے بعض سرکردہ لیڈر وزیر ہند کی دارالعوام والی گذشتہ تقریر کے متعلق گاندھی سے خط و کتابت کر کے انہیں گول میز کانفرنس کے سلسلہ میں از سر نو کام کرنے پر آمادہ کر رہے ہیں۔ اور انہیں مشورے دے رہے ہیں کہ فی الحال صوبجاتی حکومت خود اختیاری کو تسلیم کر لیں۔ معلوم نہیں گاندھی جی نے اس کے متعلق کیا جواب دیا ہے۔

تخفیف اسلحہ کے متعلق دارالعوام میں ایک بیان دیتے ہوئے ۱۳ مئی کو وزیر خارجہ نے کہا کہ اسلحہ جات کی تعداد اور نوعیت دونوں میں تخفیف ہونی چاہیئے۔ فرانس کی طرف سے ایک بین الاقوامی فوج قائم کرنے کی تجویز پیش ہوئی تھی۔ آپ نے اس کے متعلق کہا کہ یہ کافی غور و فکر امر اصلاح و ترمیم کے بغیر عملی صورت اختیار نہیں کر سکتی۔ بہر حال ہمیں خوشگوار توقعات اور عزم بالجزم کے ساتھ تخفیف اسلحہ کی تحریک میں کام کرنا چاہیئے۔

آئرش فری سٹیٹ کی طرف سے حلف وفاداری کی تنسیخ کے متعلق جدوجہد کے بارہ میں وزیر مستعمرات برطانیہ نے جو بیان دیا تھا اس کے جواب میں مسٹر ڈی ولیرا نے بھی ایک بیان دیا جس میں کہا کہ فری سٹیٹ کا درجہ برطانیہ کے ساتھ کامل مساوات کا درجہ ہے۔ اور حلف وفاداری کی تنسیخ کا مسئلہ صرف عوام سے ہی تعلق رکھتا ہے۔ کوئی بیرونی دھمکیاں یا حقائق پر پردہ ڈالنے کی کوششیں ہمیں اپنے رستہ سے نہیں ہٹا سکتیں۔

پشاور پولیس نے ۱۴ مئی کو ایک ہندو کے مکان کی تلاشی لے کر تین سالم بم برآمد کئے۔

تخفیف اسلحہ کی بین الاقوامی کانفرنس میں امسال افغانستان کو بھی شرکت کی دعوت موصول ہوئی تھی چنانچہ سردار عبدالحسین خاں سفیر افغانستان متعینہ روم کی قیادت میں ایک وفد نے اس میں شرکت کی۔

یو۔ پی اور بنگال میں تباہ کن طوفان باد و باراں کی خبریں پہلے دی جا چکی ہیں۔ اب معلوم ہوا ہے کہ حیدر آباد سندھ کے شمالی علاقہ میں بھی خوفناک آندھی نے ہر قسم کی فصل کو تباہ کر دیا ہے۔ ۱۳ مئی کو سیلون میں بھی ایسا طوفان آیا جس سے سینکڑوں مکانات منہدم ہو گئے۔ درخت گر پڑے۔ اور تار ٹوٹ گئے۔

گوردوارہ پربندھک کمیٹی امرتسر کے صدر اور سیکرٹری کو آرڈیننس کے ماتحت نوٹس دیا گیا ہے کہ سیاسی تحریکوں میں کوئی حصہ نہ لیں۔

جنگ عظیم کے متعلق بعض دلچسپ اعداد و شمار شائع ہوئے ہیں بیان کیا گیا ہے۔ کہ برطانیہ نے کل ایک ارب ۱۱ کروڑ پونڈ قرضہ لیا۔ قریباً بیالیس لاکھ سپاہی ہلاک اور بہتر لاکھ کے قریب زخمی ہوئے۔ اتحادیوں کا کل خرچ

حکومت پنجاب نے میڈیکل سکول امرتسر میں بعض لڑکیوں کے داخلہ کی بھی اجازت دیدی ہے۔ کیونکہ لدھیانہ میں جو زنانہ میڈیکل سکول ہے اس میں گنجائش نہیں رہی لیکن یہ اقدام بھی خطرہ سے خالی نہیں۔

الہ آباد میں کانگرسیوں کے ہجوم پر ۱۰ اپریل کو پولیس نے جو گولی چلائی تھی۔ یو۔ پی گورنمنٹ نے الہ آباد ڈویژن کے کمشنر کو اس کی تحقیقات کے لئے مقرر کیا تھا۔ چنانچہ اب اس نے رپورٹ شائع کر دی ہے جس میں لکھا ہے کہ پولیس گولی چلانے میں کلی طور پر حق بجانب تھی۔

تین احراری فتنہ پردازوں کو ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ نے حکم دیا ہے کہ شہر سے نکل جائیں۔ اور چھ ماہ تک یہاں نہ آئیں۔

امریکہ کے مشہور ہوا باز کرنل لنڈبرگ کے اکلوتے بچہ کو جس کی عمر صرف بیس ماہ تھی۔ دس ہفتے ہوئے۔ ڈاکو اس کے مکان سے اٹھا کر لے گئے تھے۔ فوج۔ پولیس۔ ہوائی جہازوں کے علاوہ پرائیویٹ طور پر بھی ہر ممکن طریق سے اس کی تلاش کی گئی۔ لیکن کامیابی نہ ہو سکی۔ ڈاکوؤں نے پچاس ہزار ڈالر یرغمال کا مطالبہ کیا۔ جو مقررہ مقام پر رکھدئے گئے۔ اور ڈاکو انہیں بھی لے گئے۔ لیکن پھر بھی بچہ واپس نہ کیا گیا۔ حالانکہ انہیں اخبارات اور براڈکاسٹ کے ذریعہ یقین دلایا گیا تھا۔ کہ ان کے خلاف کوئی قانونی کارروائی نہ کی جائیگی۔ اب کرنل موصوف کے گھر کے قریب ہی اس کی لاش ملی ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ بچہ اغوا کے معاً بعد قتل کر دیا گیا تھا۔

ڈھاکہ کے قریب حال میں جلتی گاڑی میں جو مسلح ڈاکہ ڈالا گیا تھا۔ اس کے سلسلہ میں پولیس نے ۱۶ مئی تک سات نوجوان گرفتار کئے ہیں۔

سکھر پوسٹ آفس کے قریب ۱۴ مئی کی شب کو ایک بم پھٹا اور ایک کارآمد بم پاس ہی پڑا ہوا پایا گیا۔

امریکہ کے ایک شہر ٹینڈر کے مقامی بنک کا دیوالہ نکل گیا جس سے کاروبار پر بہت برا اثر پڑا۔ اس حالت کے مقابلہ کرنے کے لئے حکومت نے ایک آرڈیننس کے ذریعہ وہاں لکڑی کے ڈالر چلا دئے ہیں۔ جن کا وزن بہت ہلکا ہے۔

اخبار زمیندار کے سابق ملازمین نے کچھ عرصہ ہوا۔ اس لئے بھوک ہڑتال کر دی تھی۔ کہ مولوی ظفر علی ان کے واجبات ادا نہیں کرتے تھے۔ معاملات بگڑ رہے تھے۔ مگر بعض شرفاء نے بیچ میں پڑ کر سمجھوتہ کرا دیا۔ اور ظفر علی صاحب نے وعدہ کیا۔ کہ ۱۵ مئی کی شام تک روپیہ ادا کر دینگے۔ لیکن موعودہ وقت پر جب ملازمین گئے۔ تو آپ نے بجائے ادائیگی انہیں نیز زمیندار کے سابق ملازموں کو سب و شتم کرنا شروع کر دیا۔

پنجاب کی خفیہ پولیس نے پیدا کیا جاتا ہے کہ دہشت انگیزی کی ایک خوفناک سازش کا سراغ لگایا ہے۔ مختلف مقامات پر تاریں کاٹے جانے کی وارداتیں بھی اسی کی طرف منسوب کی جاتی ہیں۔ بعض نوجوان زیر حراست کئے جا چکے ہیں۔ ایک ملزم سے جرمنی کے لئے پاسپورٹ بھی پکڑا گیا ہے۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر:۔ غلام نبی